بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مسیح موعود نمبر

جلد ۲۲

ایڈیٹر : محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر : جاوید اقبال اختر

شمارہ ۱۲

بدلِ اشتراک
سالانہ ــــــــ ۱۰ روپے
ششماہی ــــــــ ۵ روپے
ممالکِ غیر ــــــــ ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۱۶ صفر ۱۳۹۳ ہجری | ۲۲ امان ۱۳۵۲ ہش | ۲۲ مارچ ۱۹۷۳ء

شبیہ مبارک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

صِدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے !
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حِصار

(المسیح الموعودؑ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان مسیح موعودؑ نمبر
مورخہ ۲۲ امان ۱۳۵۲ ہجری شمسی

احمدیّت — کارواں در کارواں!

علمائے اسلام کے وہ سرخیل جنہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں احمدیّت کے نوز ائیدہ ننھے سے پودے کو جڑ سے اکھاڑ کر نابود کر دینے کے بلند بانگ دعوے کئے تھے اس میں کیا شبہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے بڑے ہی نامور اور بڑے ہی شہرت یافتہ علماء تھے۔ ان کی شہرت اکنافِ ہند سے نکل کر عرب و عجم تک پھیلی ہوئی تھی۔ اُن کے اثر و رسوخ کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔ اور مختصراً یوں کہنا بھی حقیقت کے بالکل قرین ہے کہ ان کا طوطی بولتا تھا۔ انہیں بجا طور پر اپنی شہرت و ناموری پر ناز تھا۔ وہ اپنے علم و فضل اور ارادت مندوں کے حلقہ کی وسعت پر فخر کرنے میں حق بجانب تھے۔ لیکن اُن کی یہ وجوہ ناز و تفاخر جب تکبّر کی راہ پر گامزن ہوگئیں اور وہ مسیحِ دوران کے بالمقابل کھڑے ہو کر آپؑ کو للکارنے لگے اور آپؑ کے خلاف متحد ہو کر باقاعدہ صف آراء ہوگئے اور احمدیت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی تدبیریں اور منصوبے بنانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً یہ بشارت دی کہ:-

"... خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزّت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا...... سب لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے۔ اور ناکامی و نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کریگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دِلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا......" (تذکرہ صفحہ ۱۴۵-۱۴۶)

یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی گنتی کے صرف چند افراد ہی آپؑ پر ایمان لائے تھے۔ اور احمدیت اپنے تعارف کے لئے ابھی پر تول رہی تھی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی وغیرہ جیسے ہندوستان گیر شہرت رکھنے والے علماء، جن کے ناموں کی فضائے ہند پر دھاک بیٹھی ہوئی تھی، آپؑ کے خلاف کفر کے فتوے ہاتھوں میں لئے دیہہ بدیہہ اور قریہ بہ قریہ پھیر رہے تھے۔ ان مخالف علماء کے دِل واقعی اس یقین سے لبریز تھے کہ وہ احمدیت کی اس ننھی سی کونپل کو مسل کر رکھ دیں گے۔ اور آسمانی صداقت کے اس بظاہر ننھے سے چراغ کو آناً فاناً اپنی پھونکوں سے بُجھا کر رکھ دیں گے۔

مگر یہ ایک ازلی اور ابدی قرآنی صداقت ہے اور اللہ تعالیٰ حق کے مخالفوں کی ان کوششوں اور ان کے نتائج کی بڑی لطیف تشبیہ دیتا ہے لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ۔ اور اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ

ساری دُنیا کا اندھیرا ایک چراغ کی روشنی کو گُل نہیں کر سکتا!!

وہ علماء بھی اپنی ظلمتوں اور تاریکیوں کو لے کر اس نورِ آسمانی کو بُجھا دینے کے لئے بار بار حملے کرتے رہے۔ لیکن وہ نورِ خدا اعدائے احمدیت کی ان حرکتوں پر خندہ زن رہا۔ اور اس نے احمدیت کے صرف چند نفوس پر مشتمل کارواں کو یہ آسمانی مژدہ سُنایا کہ:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دِلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا...... یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا۔ اور پھُولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ سو اَے سُننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پُورا ہوگا۔" (تذکرہ صفحہ ۵۹۷)

اور ننھا سا کاروانِ احمدیت واقعی اِن پیش خبریوں کو اپنے یقین و ایمان سے لبریز صندوقوں میں محفوظ رکھ کر اپنی منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں رہا۔ احمدیت کی رہگذر پر بہت سے لوگ دائیں بائیں سے آ آ کر اس کارواں میں شامل ہوتے چلے گئے۔ ان کے دِل دولتِ ایمان سے پُر تھے۔ اُن کے سینے نورِ آسمانی سے روشن تھے۔ اُن کی رگ رگ میں سوزِ یقیں کی حرارت تھی۔ وہ بڑھتے چلے گئے۔ راستہ کٹھن تھا۔ قدم قدم پر علمائے وقت کی پیدا کردہ رُکاوٹیں تھیں۔ چپّے چپّے پر اعدائے احمدیت سنگِ راہ بنے ہوئے تھے۔ مخالف ہوائیں تیز و تند تھیں۔ لیکن وہ مردانِ راہِ حق ایک اندازِ خسروانہ سے اپنی منزلِ مقصود کی طرف بڑھتے ہی چلے گئے۔ کاروانِ حق و صداقت کے ہر فرد نے اپنی گردن خدائے لم یزل کی دہلیز پر رکھ کر جان، مال اور عزت کی بے انداز قُربانیاں دیں۔ اور وہ خدائے قادر و توانا جو مومنوں کی قربانیوں کو ثمر ور کیا کرتا ہے، اس نے اپنے وعدوں کو پورا کیا اور منزلِ مقصود کے نشان اُبھرتے چلے گئے۔

جب یہ ننھا سا کارواں مخالفت کی ان شدید ترین آندھیوں کے روکے بھی نہ رُک سکا تو علمائے وقت اذیت کوشی کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سدِّ راہ ہوئے۔ ہر احمدی کہلانے والے کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ بعض کو بے رحمی سے شہید کیا گیا اور بعض کو بہیمانہ انداز میں زدوکوب کیا گیا۔ ان کی بیویوں کو مطلّقہ قرار دے کر ان سے چھین لیا گیا۔ اور ان کے مُردوں کو قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دیا گیا اور نعشوں کو کوّے اور گدھ نوچتے رہے۔ لیکن قوتِ ایمانی نے اُنہیں چٹان کی طرح مضبوط رکھا۔ اور وہ ان طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے۔ اور ہر نئے طلوع ہونیوالے سورج نے دیکھا کہ اس کارواں کی تعداد کل سے زیادہ ہے۔

پھر کچھ ایسے مخالفینِ احمدیت بھی اُٹھے جو زعمِ علم و فضل کے ساتھ سیاست میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ ان کی شعلہ نوائیوں نے ملک کے طول و عرض میں احمدیت کے خلاف ایک شدید آگ بھڑکا دی۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری، چودھری افضل حق صاحب وغیرہ نے ...

(باقی ملاحظہ ہو صہ ۲۳ پر)

اخبارِ احمدیّہ

قادیان ۲۱ امان (مارچ)۔ ربوہ سے ۶ مارچ کی یہ اطلاع موصول ہوئی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ۴ مارچ کو سفر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ سفر کی تکان کے باعث حضور کو فلو کا حملہ ہوگیا تھا اور بخار ۱۰۳ تک پہنچ گیا تھا لیکن ۶ کو بخار ۹۹ ہوگیا۔ احباب کرام اپنے پیارے امام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔

★ — حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی طبیعت کافی دنوں سے ناساز چلی آرہی ہے۔ احباب کرام حضرت ممدوحہ کی صحتِ کاملہ کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

★ — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

★ — حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ اور تمام درویشان بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ — محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق جج ہائیکورٹ کافی عرصہ سے دِل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ ان کے متعلق اب یہ تشویشناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ یہ تکلیف بڑھ گئی ہے۔ اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں اور آکسیجن دی جارہی ہے۔ وہ جماعت کے بہت پُرانے مخلص خادم ہیں۔ احباب ان کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دُعا کریں۔

محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب کی تشویشناک علالت اور درخواستِ دُعا

محترم سید میر داؤد احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشان ربوہ ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے متعلق بذریعہ تار لندن سے اطلاع موصول ہوئی تھی کہ وہ C.M.H. راولپنڈی میں داخل اور زیرِ علاج ہیں۔ میر صاحب کی بیماری کے متعلق کوئی تفصیل معلوم نہ ہوسکی جس کی وجہ سے تشویش تھی۔ اب بعض آمدہ خطوط سے جو تفصیل معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ محترم سید صاحب ڈاکٹری معائنہ کیلئے پشاور ۲۳ فروری کو گئے تھے۔ وہاں ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نے ان کا معائنہ کیا۔ تو بلڈ پریشر غیر معمولی طور پر زیادہ تھا۔ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب اور دوسرے ڈاکٹر فکرمند ہوئے کہ حالت تشویشناک ہے اس لئے فوراً ہسپتال میں داخل ہوجانا چاہیئے۔ میر صاحب نے راولپنڈی کے ہسپتال میں داخل ہونا پسند کیا۔ چنانچہ خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کے فوراً بعد راولپنڈی C.M.H. میں داخل ہوگئے۔ وہاں کے ڈاکٹروں نے بھی تشویش کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ بہت عرصہ پہلے علاج ہونا چاہیئے تھا۔ اس وقت حالت یہ بتائی گئی ہے کہ دِل۔ دماغ۔ گُردوں اور بینائی پر شدید اثر ہے۔ اور بینائی جس قدر ضائع ہوچکی ہے اس کا عود کرنا ممکن نہیں۔ دوائیوں سے بلڈ پریشر نارمل ہُوا ہے۔ تاہم ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ جب تک بغیر دوائیوں کے نارمل نہیں ہوتا۔ حالت تسلّی بخش نہیں۔

مَیں احبابِ جماعت کی خدمت میں برادرم محترم میر صاحب کی کامل و عاجل صحت کے لئے دُعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہت جلد کامل صحت کے ساتھ خدمت کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ تین ہفتہ تک ہسپتال میں داخل رہنا پڑے گا۔ اور چھ ماہ تک مکمل آرام کرنا ہوگا۔ ہماری بہن صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ (بیگم محترم میر صاحب موصوف) اپنے میاں کی خدمت و تیمارداری کیلئے ان کے ساتھ ہیں وہ خود بھی کمزور صحت کی ہیں۔ خدا تعالیٰ فضل فرمائے۔

مورخہ ۱۳ مارچ کی اطلاع ہے کہ اب حالت قدرے بہتر ہے۔ احقر: مرزا وسیم احمد

چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اِس وصیت کو توجہ سے سُنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مُریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذاء نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظُلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دِل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دِل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہوجائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجُود میں نہ رہے۔ گورنمنٹ..... جس کے زیرِ سایہ اُن کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں بصدقِ دل اس کے وفادار تابعدار رہیں۔ اور تمام اِنسانوں کی ہمدردی اُن کا اُصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دِل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں۔ اور ظُلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور اتلافِ حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو اُن کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے ..... یا حقوق العباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے۔ اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلقِ بیعت یا ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بد زبانی اور بہتان اور افتراء کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دُور کرو اور ایسے اِنسان سے پرہیز کرو۔ جو خطرناک ہے اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا اِرادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کیلئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں۔ کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ اُمور اور شرائط ہیں جو مَیں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت کے ہر ایک فرد پر یہ لازم ہوگا کہ اُن تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دِل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو! ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اِس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام

لو۔ اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آئے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم تمام دُنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ رہ نہیں سکتا وہ جلد ہم سے جُدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خُدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔ اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا۔ کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دِل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

چاہیئے کہ تمہارے دِل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظُلم سے بَری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں اُمّید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مِل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔ یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو۔ یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور یہ فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سُنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے۔ یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا۔ اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا۔ ...... اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے تیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے، اس کے ساتھ خراب بُوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانونِ قدرت چلا آیا ہے۔ جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں اُن کے دِل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے مُتنفّر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں۔ اور مَیں اُمّید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۲-۴۵)

"خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دُنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائے نہیں جاتے تھے دوبارہ اسے قائم کرے۔"

(تقریرین صفحہ ۲۱)

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حمد ربّ العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دم گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

حمد و ثناء اسی کو جو ذاتِ جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

باقی وہی ہمیشہ غیر اس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی

سب غیر ہیں وہی ہے اِک دل کا یارِ جانی
دل میں مرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اس کی عظمت
لرزاں ہیں اہلِ قربت کرّوبیوں پہ ہیبت

ہے عام اُسکی رحمت کیونکر ہو شکرِ نعمت
ہم سب ہیں اُسکی صنعت اُس سے کرو محبت

غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اُسکی غیرت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

مُناجات اِلی اللہ تعالیٰ

اَے خدا اَے کارساز و عیب پوش و کردگار
اَے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اَے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمتگزار

مَیں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

مَیں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اِک نشاں
جس کو تُو نے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار

محاسنِ قرآن کریم

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نِکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نِکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نِکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نِکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نِکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو دیکھا تو ہر اِک لفظ مسیحا نِکلا

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بُستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

نصرتِ الٰہی

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دِکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اک طوفان لاتی ہے

غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

عشقِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مِری جاں کو مدام
دِل کو جام لبالب ہے پلایا ہم نے

تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اَے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

شانِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا!!
سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے

باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

محبّتِ الٰہی۔ عشقِ رسُولؐ۔ اور شفقت علیٰ خلقِ اللہ کی رُو سے

جاوید اقبال اختر

خدا تعالیٰ کی اپنے انبیاء کے متعلق یہ سنّتِ قدیمہ چلی آتی ہے کہ وہ اُن کو ایسے اخلاق سے نوازتا ہے کہ جو تمام لوگوں کے لئے کیا رُوحانی اعتبار سے اور کیا جسمانی اعتبار سے قابلِ تقلید ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے آقاؐ کی طرح نمایاں شخصیت کا حامل بنایا۔ اور اعلیٰ اخلاق وکردار عطا کئے۔ چنانچہ آپؑ کی زندگی کے تین پہلو جو نمایاں طور پر اظہر من الشمس ہیں، وُہ محبتِ الٰہی۔ عشقِ رسولؐ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہیں ——!!

۱۔ محبتِ الٰہی

محبت الٰہی کا پہلو آپؑ کی زندگی میں اس قدر نمایاں تھا کہ اس کی خاطر آپ نے عین جوانی کے عالم میں جبکہ انسان کے دِل میں دنیوی ترقی اور مادی آرام و آسائش کی خواہش اپنے پورے کمال پر ہوتی ہے اپنی نوکری کو ٹھکرا دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؑ کے والد صاحب نے ایک سِکھ زمیندار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو کہلا بھیجا کہ آج کل ایک بڑا افسر برسرِ اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو مَیں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دِلوا سکتا ہوں۔ یہ سکھ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اور تحریک کی کہ یہ ایک عمدہ موقعہ ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ آپ نے اِس کے جواب میں بلا توقف فرمایا، حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ مَیں اُن کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر

"میری نوکری کی فکر نہ کریں۔ مَیں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"۔

یہ سکھ زمیندار حیران و پریشان واپس آیا اور عرض کیا کہ آپ کے بیٹے نے تو یہ جواب دیا ہے کہ مَیں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔ آپؑ کے والد صاحب اِس نکتہ کو سمجھ گئے۔ اور فرمانے لگے کہ اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ مَیں نوکر ہو چکا ہوں! تو پھر خیر ہے اللہ اُسے ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دِل میں خدا کی محبت اتنی رچی ہوئی تھی کہ اس کے مقابل پر ہر دوسری محبت ہیچ تھی۔ اور یہ ایک عجیب نظارہ ہے کہ جوں جوں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے دُنیا سے منہ موڑا خدا تعالیٰ نے دونوں جہان کی نعمتیں آپؑ کی جھولی میں ڈال دیں۔ مگر آپ کی نظر میں خدا کی محبت اور اس کے قُرب کے بالمقابل ہر دوسری نعمت ہیچ تھی۔ قرآن مجید سے آپؑ کو اس کے بے نظیر معنوی اور ظاہری محاسن کی وجہ سے بے حد عشق تھا۔ مگر باوجود اس کے قرآنی محبّت کی اصل بنیاد بھی خدا ہی کی محبّت پر قائم تھی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :- ؎

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اور جتنی خدا تعالیٰ سے آپ کو محبت تھی اسی قدر خدا تعالیٰ نے آپؑ کو نوازا۔ اور اس محبّت کی قدر شناسی فرمائی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ آپؑ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے :-

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔ اَنْتَ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ۔ اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

یعنی اس زمانہ میں چونکہ تُو میری توحید کا علمبردار ہے اور توحید کی کھوئی ہوئی متاع کو دوبارہ دنیا میں قائم کر رہا ہے۔ اس لئے اے مسیح محمدی تُو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے کہ میری توحید اور تفرید۔ اور چونکہ عیسائیوں نے جھوٹ اور افتراء کے طور پر اپنے مسیح کو خدا کا اصل بیٹا بنا رکھا ہے اس لئے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ مَیں تیرے ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے تاکہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسُول اللہؐ کے شاگرد تک، اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں۔ اور چونکہ تُو میرے محبُوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کی خدمت میں دِن رات مستغرق اور اس کی محبّت میں محو ہے، اِس لئے تجھے اِس محبوب کے رُوحانی فرزند کی حیثیت میں اپنی لازوال محبّت اور اپنی دائمی معیّت کے تحفہ سے نوازتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی خدا تعالےٰ کی اس بے پناہ محبت پر بہت ناز تھا۔ چنانچہ جب ۵-۱۹۰۴ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں آپ کو اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ آپ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے تو آپؑ اس وقت ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سُنتے ہی جوش کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا کہ :-

"وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے"۔

خدا تعالیٰ کی اِس محبّت کو آپؑ نے اپنے تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ مختلف خطبات وغیرہ میں اپنی جماعت کو محبّتِ الٰہی کی طرف متوجّہ فرماتے رہے۔

۲۔ عشقِ رسُولؐ

عشقِ رسُولؐ کے میدان میں بھی آپؑ کا عدیم المثال مقام تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمّرم !!
گر کُفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنے مکان کی ساتھ والی چھوٹی مسجد میں جو مسجد مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے۔ اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش جاری تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپؑ آنحضرت صلعم کے صحابی حضرت حسّان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو انہوں نے آنحضرت صلعم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے ؎

کُنْتَ السواد لناظری فعمی علیك الناظر
مَن شاء بعدك فلیمُتْ فعلیك کنتُ اُحاذِرُ

یعنی اَے خدا کے پیارے رسولؐ تو میری آنکھوں کی پُتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مَرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔ راوی کا بیان ہے کہ جب مَیں نے حضورؑ سے گھبرا کر رونے کا سبب دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا میں اس وقت حضرت حسّانؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دِل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔

عشق کا لازمی نتیجہ قربانی، فدائیت اور غیرت کی صورت میں ظاہر ہؤا کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ جذبہ بدرجۂ اتم موجود تھا۔ ایک جگہ عیسائی پادریوں کے آنحضرت صلعم کی ذات والا صفات پر کئے جانے والے جھوٹے اور ناپاک اعتراضوں کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں :-

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلعم کے خلاف بہت بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلقِ کثیر کو گمراہ کرکے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ اُن لوگوں کی اس ہنسی اور ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسولِ پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دِل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئے جائیں۔ اور میری آنکھ کی پُتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مُرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش"۔

۳۔ شفقت علیٰ خلق اللہ

شفقت علیٰ خلق اللہ کا پہلو بھی آپؑ کی زندگی میں بہت نمایاں تھا۔ ایک دفعہ بعض عیسائی مشنریوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اقدامِ قتل کا سراسر جھوٹا مقدمہ دائر کیا۔ ان مسیحی پادریوں میں ڈاکٹر مارٹن کلارک پیش پیش تھے۔ مگر خدا نے عدالت پر آپ کی صداقت کھول دی اور آپ اس مقدمہ میں جس میں عیسائیوں کے ساتھ آریوں اور بعض غیر احمدیوں نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا عزت کے ساتھ بری ہوگئے۔ جب عدالت نے اپنا فیصلہ سُنایا تو کیپٹن ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جو بعد میں کرنل کے عہدے تک پہنچے آپ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ "کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر (اس جھوٹی کارروائی کی وجہ سے) مقدمہ چلائیں اگر آپ مقدمہ چلانا چاہیں، تو آپ کو اس کا قانونی حق ہے۔" آپ نے بلا توقف فرمایا کہ "مَیں کوئی مقدمہ نہیں کرنا چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف اپنے دوستوں اور خادموں ہی کے لئے بلکہ اپنے دشمنوں تک کے لئے مجسّم عفو و شفقت تھے اس تعلق میں کئی ایمان افروز واقعات ہیں جن سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کی ساری زندگی شفقت علیٰ خلق اللہ سے بھری ہوئی ہے۔ اور رواداری۔ ہمدردی اور دلداری آپؑ کا رات دن کا شیوہ تھا۔ اختصار کی خاطر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ :-

"ہمارے بڑے اصول دوؔ ہیں۔ اوّل خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اُس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا"۔

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کی ایک معمولی سی جھلک ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو آپ کے اخلاق و اطوار پر صحیح رنگ میں کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ؛

جماعتِ احمدیہ اور مقدّس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا مختصر تعارف

گزشتہ دنوں بیرنگ کرسچین کالج بٹالہ کے تاریخ کے پروفیسر مسٹر ویبسٹر صاحب نے خواہش کی کہ چونکہ گورونانک یونیورسٹی نے بی اے پارٹ II میں ماڈرن ہسٹری کے سلیبس میں حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السلام اور جماعتِ احمدیہ کے بارے میں بھی مضمون رکھا ہے اس لئے آپ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور جماعت کے اثر و نفوذ اور کام کے بارے میں طلباء کے سامنے لیکچر دیں۔ چنانچہ مقامی طور پر علماء سلسلہ کے مشورہ سے ایک مضمون اس غرض کے لئے تیار کیا گیا جس میں مکرم مولوی محمد حفیظ فاضل، مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب نے خصوصیت سے مدد دی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

چنانچہ مورخہ ۱۳ر فروری ۱۹۷۳ء کو خاکسار نے یہ مضمون بیرنگ کالج بٹالہ میں بی اے پارٹ II کے طلباء میں سنایا۔ اس کی مختصر روداد اخبار بدر کے ۱۵ر فروری کے شمارہ میں شائع ہو چکی ہے

پروفیسر صاحب موصوف نے خواہش کی تھی کہ اگر اس مضمون کو ہندی اور پنجابی میں ترجمہ کر کے شائع کر دیا جائے تو طلباء اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے اس کا ہندی و گورمکھی ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

پیارے ودّیارتھیو!

ایک ہفتہ پہلے جب مجھے آپ کے پروفیسر صاحب کی طرف سے یہاں آکر لیکچر دینے کی دعوت ملی تو ان کے خط سے یہ بات پڑھ کر مجھے بیحد خوشی ہوئی کہ گورونانک یونیورسٹی نے ہسٹری Subject کے History میں احمدیہ سنستھا کے بارے میں معلومات حاصل کرنا بھی نصاب کا حصّہ قرار دیا ہے۔ جس عظیم شخصیت کی طرف یہ یونیورسٹی منسوب ہے اور جن مہاں پرش کے دنیا کی سب قوموں کے ساتھ وسیع تر محبت و الفت کے تعلقات تھے اس یونیورسٹی میں ایسا نہ ہوتا تو بلاشبہ ایک تعجب کی بات تھی۔ میں آپ کے پروفیسر مسٹر جان ویبسٹر John Webster کا شکرگزار ہوں جنہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں اس عظیم جماعت (جماعت احمدیہ) کے بارے میں آپ Rising generation کو وقت کی رعایت کے لحاظ سے مختصر طور پر کچھ ابتدائی معلومات مہیا کروں جسے International پوزیشن حاصل ہے اور جس کی شاخیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ہر رنگ و نسل اور طبقۂ خیال کے لوگ اس میں داخل ہو رہے ہیں اور ساری دنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ اس کی ترقی ہو رہی ہے اور مستقبل میں دنیا کے اہم واقعات اسی کے گرد گھومنے والے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا شروع دنیا سے یہ طریق چلا آ رہا ہے کہ خالق اور مخلوق کے رشتہ میں جب بھی دوری پیدا ہو گئی اس نے اپنے رشیوں منیوں اور اوتاروں کو اسی طرح دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جس طرح جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان اس نے کئے ہیں۔ اپنے اسی طریق کے مطابق رُوح یا آتما کی ضرورت کے لحاظ سے اس زمانہ میں بھی عین وقت پر اپنا ہادی و رہنما یا اوتار بھیجا ہے۔ جو بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کا قیام اور اس کی غرض و غایت

سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ احمدیت کسی سوسائٹی کا نام نہیں جو ایک اصلاحی پروگرام کے تحت قائم کی گئی ہو۔ اور نہ ہی وہ دنیا کے نظاموں میں سے کوئی ایسی Organization ہے جس کا مقصد کسی خاص سکیم کا جاری کرنا ہو۔ بلکہ وہ ایک خالصۃً الٰہی تحریک ہے جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک باقاعدہ جماعت کی صورت میں ۱۸۸۹ء میں خدا کے حکم سے رکھی۔ یہ وہ وقت تھا جب انیسویں صدی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز اور غیر معمولی ترقی کے ساتھ دنیا میں صنعتی انقلاب شروع ہوا اور مغربی اقوام نے اپنے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے نتیجہ میں دنیا کی کثیر آبادی کی توجہ کو مذہب اور روحانیت سے ہٹا کر Materialism (مادیت) کے جال میں اُلجھا دیا۔ اخلاقی قدریں ختم ہونے لگیں مذہب برائے نام رہ گیا تھا۔ خود غرضی، مطلب پرستی اور دنیا طلبی عام ہو چکی تھی۔ شر اور فساد اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام پہلے بزرگ اس زمانہ کی بُرائی سے ڈراتے آئے ہیں۔ اور سناتن دھرم میں اس زمانہ کو کلجگ کا نام دیا گیا۔ اور مسلمانوں میں اسے آخری زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے دُنیا کے لوگوں میں پاکیزگی پیدا کرنے، اُن کے اخلاق اور تہذیب و تمدن کو ایک نئے سانچے میں ڈھال کر ایک جدید نظام کی بنیاد قائم کرنے کے لئے جماعتِ احمدیہ کی بِنا ڈالی ہے۔ تاکہ اُسی قسم کا انقلاب پیدا کیا جائے جس طرح کہ حضرت موسٰی کے وقت میں ہوا۔ یا جس طرح حضرت مسیح ناصری کے وقت میں ظاہر ہوا یا جس طرح بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منظرِ عام پر آیا تھا۔

چنانچہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔ اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال کے ذریعہ سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور ص۴۷)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:۔

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا۔ جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کروں اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کے تسلّی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں۔ اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رُو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔ اس لئے اُن روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں۔ مگر میں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوعِ انسان کی ہمدردی کروں"

(مسیح ہندوستان میں ص۱۱)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے خاندانی حالات

قبل اس کے کہ جماعتِ احمدیہ کی تعلیمات اور مخصوص عقائد کا ذکر کروں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے خاندانی حالات اور آپ کے جیون چرتر کا مختصر سا ذکر کروں۔

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھا۔ آپ ۱۸۳۵ء میں بمقام قادیان ضلع گورداسپور پیدا ہوئے۔ آپ مغل شہنشاہ بابر کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے جدّ امجد جب اپنے وطن سمرقند سے پنجاب آئے تو قادیان کا شہر بسایا اور اسی جگہ سکونت اختیار کر لی۔ سلطنتِ مغلیہ کی طرف سے انہیں قادیان کے گرد و نواح میں ایک بڑی جاگیر عطا کی گئی تھی۔ حضرت مرزا صاحب کے مورثِ اعلیٰ (Ancestor) مرزا ہادی بیگ اس علاقہ کے قاضی یا Magistrate مقرر تھے بعد میں جب سیاسی حالات بدلے تو آپ کے خاندان پر بہت سے پریشانی کے وقت آئے اور جاگیر کا بڑا حصہ ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور عارضی طور پر آپ کے خاندان کو یہاں سے نکلنا پڑا حتیٰ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں آپ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو واپس قادیان آنے کی اجازت مل گئی۔ مگر اس عرصہ میں جدّی ریاست کے اسّی سے اوپر سب گاؤں قبضہ سے نکل چکے تھے صرف قادیان اور اس کے ارد گرد کے چند دیہات پر حقوق تسلیم کئے گئے۔ قادیان میں واپس آنے کے بعد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے جو ایک نہایت ماہر طبیب ہونے کے علاوہ ایک بہت بارعب اور بہادر اور خود دار (Self Respectful) انسان تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خواہش پر پنجاب کی سکھ حکومت کے ماتحت ایک فوجی عہدہ قبول کیا

اور مہاراجہ کی زندگی میں اور اس کے بعد کئی سال تک نہایت نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اور جب ۱۸۴۸ء میں مرکزی سکھ حکومت کے خلاف پنجاب کے بعض حصوں میں بغاوت کا جھنڈا بلند ہوا تو مرزا غلام مرتضےٰ صاحب نے حکومتِ وقت کا ساتھ دیا اور اس کی طرف سے ہو کر باغیوں کے قلع قمع میں حصہ لیا۔ انگریزی گورنمنٹ کی عملداری کے وقت آپ کے خاندان کی باقی ماندہ جاگیر بھی ضبط کر لی گئی اور بہت سے مالکانہ حقوق بھی جاتے رہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب Punjab Chiefs مصنفہ Sir Lepel Griffin)

بڑے دادا حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ نے اس زمانہ کے رواج کے مطابق ابتدائی تعلیم ان پرائیویٹ اساتذہ سے حاصل کی جو آپ کے والد نے بطور پرائیویٹ ٹیوٹر ملازم رکھے۔ اور کچھ عربی اور فارسی اور طب کی کتابیں آپ نے اپنے والد سے پڑھیں۔ اس کے باوجود اصل روحانی علم تو آپ نے خدا سے ہی سیکھا۔ جو زیادہ تر مذہبی کتابوں کے ذاتی مطالعہ اور دن رات کی عبادتِ الٰہی اور تبتّل سے حاصل ہوا۔ آپؑ نے ۸۰ سے زائد کتابیں تصنیف کیں جن میں Comparative Study of Religions کا بہت بڑا ذخیرہ ملتا ہے۔ اور ایسی شخصی زندگی گزارنے کی پریرنا ملتی ہے جو نوعِ انسان کے لئے مفید اور کار آمد ہو۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی تعلیمات

جماعت احمدیہ کی تعلیمات اور عقائد کے سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ حقیقی اسلام ہی کا نام ہے البتہ مسلمانوں نے قرآن اور اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے بعض غلط خیالات کو اسلامی عقیدہ کے طور پر جو اپنایا ہوا تھا ان سے متعلق صحیح اسلامی نقطۂ نظر Islamic Ideology دنیا کے سامنے پیش کیا جس سے ایک طرف تو اسلام کا حسین اور دلکش چہرہ ظاہر ہوا اور دوسری طرف مخالفین کے اعتراضات بھی خود بخود بے جان ہو کر رہ گئے۔

چنانچہ اب میں وہ مخصوص تعلیمات اور عقاید بیان کرتا ہوں جو اکیسویں صدی میں پائے جانے والے تمام اسلامی فرقوں سے جماعت احمدیہ کو ممتاز کرتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کا دعوےٰ

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام کا یہ دعوےٰ تھا کہ موجودہ کلجگ یا آخری زمانہ میں ایک ریفارمر یا اوتار کے آنے کے بارے میں ہر مذہب میں اپنے اپنے رنگ میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جن کے مطابق وہ ریفارمر دنیا میں صلح و امن قائم کرے گا۔ اور مذہبی اقدار اور Ethical Principles کو دوبارہ رائج کر کے بدی اور برائی کو دور کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے ان سب کی پیشگوئیاں میرے وجود میں پوری کر دی ہیں۔ اور مجھے موعود زمانہ میں عیسائیوں کے لئے مسیح، مسلمانوں کے لئے مہدی اور ہندوؤں کے لئے نہکلنکی اوتار بنایا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:-

"آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہو گا۔ تا یہ امتِ مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے تشبیہ دی۔ گویا تمام انبیاء گزشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے" (نزول المسیح ص)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:-

"..... خدا نے فرمایا ہے میں آدمؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں میں اسحٰقؑ ہوں۔ میں یعقوبؑ ہوں۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں موسےٰؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں۔ میں عیسٰیؑ ابن مریم ہوں میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر..... مجھے اور نام بھی دئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملکِ ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو ردّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔ اور یہ دعوےٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴-۸۵)

پس جماعتِ احمدیہ یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب ہی موعود اقوامِ عالم یعنی Promised Prophet of every nation ہیں جو موجودہ ترقی یافتہ اور جسمانی طور پر متحد اور ایک شہر کی سی حیثیت رکھنے والی دنیا میں مختلف الخیال لوگوں کو ایک ہی عقیدہ پر جمع کر کے روحانی طور پر بھی متحد کر دینے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں اور انشاء اللہ وہ دن بھی دور نہیں جب تمام اقوام ہر طرف سے مایوسی کا شکار ہو کر صرف احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی کے نظام کو اختیار کرنے پر خوشی محسوس کریں گی۔ اور تب صرف ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا صلی اللہ علیہ وسلم۔

وحی و الہام کا دروازہ ہمیشہ کیلئے کھلا ہے

دیگر مذاہب اور اسلامی فرقوں میں جماعت احمدیہ کو اس لحاظ سے بھی خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کی طرف سے وحی و الہام (Revelation) کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے کیونکہ اگر یہ راستہ بند ہو جائے تو انسان اپنے خالق و مالک کے متعلق بالکل تاریکی میں رہ جائے گا۔ خدا تعالےٰ کی ذات چونکہ بہت لطیف (Too Subtle) اور غیر محدود ہے جس کی وجہ سے انسانی آنکھ اس کو نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے اگر اس کے کلام کا دروازہ بھی بند ہو جائے تو بندے اور خدا کے درمیان تمام رشتے ختم ہو جائیں گے اور کوئی جوڑنے والی کڑی درمیان میں باقی نہ رہے گی۔ تازہ کلامِ الٰہی تو زندہ مذہب کی زندہ نشانی ہے۔ اور یہ چیز صرف عقیدہ تک ہی محدود نہیں بلکہ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنا وجود بطورِ ثبوت پیش کیا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے بکثرت ہمکلام ہوتا ہے اور اسی زندہ خدا کی طرف آپ نے ساری دنیا کو دعوت دی اور کہا سے

آں خدائیکہ ازو خلق وجہاں بے خبر اند
بر من جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر!

نیز فرمایا:-

"جب کہ خدا تعالےٰ کا جسمانی قانونِ قدرت ہمارے لئے اب بھی وہی موجود ہے جو پہلے تھا تو پھر روحانی قانونِ قدرت اس زمانہ میں کیوں بدل گیا؟ نہیں ہرگز نہیں پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ وحیٔ الٰہی پر آئندہ کے لئے مہر لگ گئی ہے وہ سخت غلطی پر ہیں" (چشمۂ معرفت ص)

آپؑ کو اردو فارسی عربی انگریزی اور پنجابی زبانوں میں بہت سے الہام ہوئے۔ ان الہامات میں ایک بڑی تعداد ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کی ہے جن کی تفصیل کافی لمبی بھی ہے اور خاصی دلچسپ بھی۔ ان سینکڑوں عظیم الشان الہامات میں سے چند الہام یہ ہیں:-

"تیری ذریت منقطع نہ ہو گی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا..... میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا..... وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(تذکرہ صفحہ ۱۴۵-۱۴۶)

انگریزی زبان کا ایک الہام یہ ہے:-

I shall give you a large party of Islam. I am with you. I shall help you

"ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت"

اسی طرح آپؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر موجودہ دور کی انتہائی ہولناک تباہی کے بارے میں ساری دنیا کو یہ وارننگ دی کہ:-

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور وہ تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے۔ ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں

انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے ۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے ۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں ۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا ۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا ۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا ۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا ۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں ۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں ۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے ۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے ۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے ۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی ۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ "

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ اور ۲۵۷ مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق اب تک دنیا دو بڑی تباہیاں دو عالمگیر جنگوں کی صورت میں دیکھ چکی ہے ۔ اور " ایک وحشتناک نشان " کی خبر کے نتیجہ میں تیسری عالمگیر جنگ کا خطرہ ہر وقت دنیا پر منڈلا رہا ہے ۔ مبارک ہیں وہ جو خدا کی آواز کو سن کر اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں

نشان نمائی کی عالمگیر دعوت (۱۸۸۵ء میں)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اپنا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق ثابت کرنے کے لئے دہریوں نیچریوں اور مذاہب عالم کے تمام بڑے بڑے لیڈروں پادریوں اور رہنماؤں راجوں مہاراجوں ۔ نوابوں ۔ عالموں ۔ مدبروں اور مصنفوں کو بالتخصیص نام لے کر ... کے تحت خدا کے نشان دکھانے کی عالمگیر دعوت دی کہ اگر وہ طالب صادق بن کر آپ کے ہاں ایک سال تک قیام کریں تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے دین اسلام کی سچائی کے چمکتے ہوئے نشان دیکھ لیں گے ۔ اور اگر ایک سال رہ کر بھی وہ آسمانی نشان سے محروم رہیں تو انہیں دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے چوبیس سو روپیہ بطور ہرجانہ یا جرمانہ پیش کیا جائے گا

(ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱-۱۶)

اس سلسلہ میں آپ نے آٹھ ہزار کی تعداد میں انگریزی اشتہارات شائع کئے اور ایشیا ۔ یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے مذہبی و غیر مذہبی لیڈروں کو باقاعدہ ۲۴۰ مطبوعہ خطوط رجسٹری کر کے بھجوا دئے

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱)

اور کوئی معروف شخصیت آپ نے ایسی نہیں چھوڑی جس تک آپ نے یہ خدائی آواز نہ پہنچائی ہو ۔ اس دعوت کے سامنے بیرونی دنیا تو خاموش رہی مگر ہندوستان میں جو مذاہب عالم کا عجائب خانہ تھا اس نے ایک زبردست زلزلہ پیدا کر دیا ۔ اور غیر مذاہب اس قدر مبہوت اور دہشت زدہ ہوگئے کہ کسی کو آپ کی دعوت کے مطابق اسلام کی سچائی کا تجربہ کرنے کی جرأت ہی نہ ہو سکی ۔

دعا ایک زندہ طاقت ہے

جماعت احمدیہ کا یہ بھی ایک خصوصی عقیدہ ہے کہ دعا صرف ایک عبادت ہی نہیں بلکہ وہ ایک زندہ اور زبردست طاقت ہے ۔ خدا تعالیٰ قرآنی تعلیم کے مطابق دعاؤں کو حسب حالات سنتا اور ان کو قبول کرتا اور پھر ان کے نتائج بھی ظاہر کیا کرتا ہے ۔ حضرت مرزا صاحب نے صرف یہ تھیوری ہی پیش نہیں کی بلکہ اپنی مثال دے کر یہ دعوٰے پیش کیا کہ اگر کسی شخص کو قبولیت دعا کے مسئلہ میں شک ہو تو وہ میرے سامنے آکر جس طرح چاہے تسلی کرلے ۔ اور آپ نے سینکڑوں قبول شدہ دعائیں دکھا کر ثابت کر دیا کہ قبولیت دعا کا مسئلہ بالکل سچا اور یقینی ہے اور جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس یقین سے پُر ہے کہ اب بھی خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے ۔ اور یہ ثبوت ہے زندہ خدا سے سچے تعلق کا ۔

نبوّت کا سلسلہ بند نہیں ہوا

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے الہام و وحی کا سلسلہ جاری ہے ۔ اسی کے مطابق جماعت احمدیہ کا یہ بھی اعتقاد ہے اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنی کتب میں بارہا اس امر کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم بیشک خاتم النبیین اور تمام نبیوں سے افضل ہیں اور آپ کی شریعت قیامت تک قابل عمل ہے ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے بلکہ خدا تعالیٰ اب بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکاروں میں سے ایسے اوتار یا نبی یا Prophet بھیجتا رہے گا جو دین اسلام کے خادم، آنحضرت صلعم کے غلام اور قرآنی Constitution کے اندر رہ کر دنیا کی اصلاح کا کام کرتے رہیں گے اور یہ چیز آنحضرت صلعم کی شان کو بلند کرنے والی اور اسلام کے کمال کو ظاہر کرنے والی ہے ۔ اسی کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت محمد صلعم کی غلامی میں نبوت کا دعوٰے کیا ہے جو عین آیات قرآنی اور اسلامی تعلیمات نیز تمام رشیوں منیوں اور نبیوں کی ان پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے جو موعود اقوام عالم کے بارے میں ہیں ۔

تمام قوموں میں رسول آئے ہیں

جماعت احمدیہ کا یہ بھی ایک مخصوص عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی وسیع رحمت کے تحت ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں ۔ اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو اس رحمت سے محروم رہی ہو ۔ اگرچہ قرآن شریف نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے اور مسلمان اس پر دل سے ایمان بھی لاتے ہیں مگر پھر بھی انہوں نے قرآن کریم کے بیان کردہ رسولوں کے سوا کسی اور قوم کے مذہبی پیشوا کی رسالت کو کھلے طور پر تسلیم نہیں کیا ۔ لیکن بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے قرآن مجید کے پیش کردہ اصول کو ایسی تفصیل سے بیان کیا کہ گویا دنیا میں ایک نئی صداقت کا دروازہ کھل گیا ۔ اور بین الاقوامی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے ایک نہایت مؤثر خیال ہاتھ آگیا ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے ۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا ۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا ہے ۔ اور اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے"

(تحفہ قیصریہ)

آپ نے عملاً بھی پیشوایان مذاہب کا احترام کرتے ہوئے ان کی پاک ذاتوں پر جو اعتراضات اور حملے ہوئے ان کو بھی دور کرنے کی پوری کوشش کی ۔ خصوصاً حضرت بابا نانک جی مہاراج پر جب بعض لوگوں نے ناروا الزامات لگائے ۔ انہیں بُرا بھلا کہا تو آپ نے حضرت گورو نانک جی مہاراج کی ذات کو پاک قرار دیا ۔ ان کو خدا کا پیارا اور بزرگ ثابت کیا اور اس سلسلہ میں خاص طور پر ایک کتاب "ست بچن" تحریر فرمائی جس میں گورو نانک جی مہاراج کی بزرگی اور عظمت بیان کی اور بتلایا کہ

" بلاشبہ باوا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا جس نے اس نفرت کو دور کرنا چاہا جو اسلام کی نسبت ہندوؤں کے دلوں میں تھی .... مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہیں کی ۔ اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے "

(پیغام صلح صفحہ ۱۲-۱۳)

اسی طرح حضرت کرشن جی مہاراج کے بارے میں فرمایا :۔

" اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا ۔ اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا " (پیغام صلح صفحہ ۱۱)

تمام مذہبی بزرگوں کے احترام کے سلسلہ میں آپ نے اپنے ایک فارسی شعر میں یوں اظہار کیا ہے کہ ؎

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے
ہر رسولے کو طریق حق نمود
جانِ ما قرباں براں حق پرورے

یعنی میں ان تمام رسولوں کا خادم ہوں جو خدا کی طرف سے آتے رہے ہیں اور میرا نفس ان پاک روحوں کے دروازے پر خاک کی طرح پڑا ہے ہر رسول جو خدا کا رستہ دکھلانے کے لئے آیا ہے (خواہ وہ کسی زمانہ اور ملک میں آیا ہو) میری جان اس خادم دین پر قربان ہے ۔

نیز تمام اہل مذاہب کے تئیں رواداری اور ہمدردی کی تعلیم دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ :۔

" ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو ۔ اگر ایک شخص ایک ہندو ہمسایہ کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے ۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کو چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے ...... میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں

ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقاید کی اصلاح چاہتا ہوں"

(سراج منیر صفحہ ۲۸)

پس ان تعلیمات اور عقائد کی روشنی میں جماعت احمدیہ تمام مذہبی بزرگوں کو اپنا ہی مذہبی بزرگ سمجھ کر ان کا پورا احترام اور آدر کرتی ہے اور تمام انسانوں سے بلا تفریق مذہب وملت سچی اور دلی ہمدردی رکھتی ہے جس پر جماعت کی تاریخ گواہ ہے۔

مسئلہ جہاد اور جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ کی یہی وہ صلح کل تعلیم ہے جس کے مطابق مسئلہ جہاد کے متعلق مسلمانوں کے غلط خیالات کو دور کر کے صحیح اسلامی نظریہ پیش کیا۔ اور اس بات کی پرزور تردید فرمائی کہ اسلام نے دوسری قوموں کے خلاف تلوار اٹھانے کی تحریک کی ہے۔ حالانکہ اسلام کی واضح تعلیم یہ ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی مذہب اختیار کرنے کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور یہ غلط خیال مسلمانوں میں ان کی بے علمی اور مذہب سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا :-

"قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتداء میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا۔ کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا"

(ستارہ قیصریہ صفحہ ۱۰-۹)

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے یہ بھی فرمایا کہ بیشک جہاد کا مسئلہ سچا ہے مگر اصل جہاد نفس کا جہاد اور تبلیغ اور پرچار کا جہاد ہے۔ تلوار کا جہاد صرف ان حالات میں جائز ہے جبکہ کوئی قوم اسلام کو مٹانے کے لئے اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کے لئے ان کے خلاف تلوار اٹھائے۔ اس صورت میں بےشک ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ امام وقت کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اسلام سے اس خطرہ کو دور کرے اور تلوار کا جواب تلوار سے دے۔ اس قسم کی Defensive War سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا۔ مگر یونہی غازی نام رکھ کر غیر مسلموں کو مارتے پھرنا اور لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے تلوار اٹھانا اسلام کی تعلیم اور اسلام کی روح اور اسلام کے مقصد سے دور لے جانا ہے۔

وفات مسیح ناصری علیہ السلام

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے تشریف لانے سے قبل زیادہ تر مسلمان اس غلط عقیدہ کے بھی حامی تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانہ میں اتریں گے اور مسلمانوں کی اصلاح کریں گے۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر ثابت کیا کہ یہ مسلمان اس بارہ میں غلطی پر ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے تمام انسانوں کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اور اسلامی لٹریچر کے مطابق جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ میں ہی ہوں۔ اس اختلافی نظریہ کی بنیاد پر بھی آپ کو دوسرے مسلمانوں کی سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب بیشتر مسلمان اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھ چکے ہیں اور اب اس اختلاف پر جماعت کی مخالفت میں وہ شدت نہیں رہی۔

حکومت وقت اور جماعت احمدیہ

پیارے دوستو اور بھائیو! سیاسی لحاظ سے احمدیہ جماعت کا یہ اصول اور طریق ہے احمدی جس ملک یا علاقہ میں بھی بستے ہیں وہاں کی Established Government کے وفادار ہوتے ہیں۔ اور یہ ان کا مذہبی عقیدہ ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے کہ خدا۔ اس کے رسول۔ اور حاکم وقت کی اطاعت کرو۔ اس لحاظ سے احمدی ہر رنگ میں ملک کے قانون اور Constitution کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور حکومت وقت کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور کسی بھی صورت میں سٹرائیک۔ تحریک عدم تعاون یا بغاوت یا غیر قانونی کارروائیوں میں شریک نہیں ہوتے۔ چنانچہ جماعت کی اسی سالہ تاریخ گواہ ہے کہ احمدی اپنے اس عقیدہ پر ہمیشہ پختگی سے قائم رہے ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

اگر اس اصول کو ہر شخص اپنا لے اور خصوصاً نئی پود اس بات کا تہیہ کرلے کہ ہم حکومت کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کریں گے اور اس کے وفادار رہتے ہوئے اپنے حقوق violence یا تشدد کے ذریعہ نہیں۔ سٹرائیک یا عدم تعاون سے نہیں بلکہ قانون کے اندر رہتے ہوئے پر امن طور پر طلب کریں گے تو ملک کا نقشہ ہی بدل جائے اور ملکی ترقی کی رفتار کہیں سے کہیں پہنچ جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بانی جماعت احمدیہ کی کتب اور اہم علمی انکشافات

جیسا کہ میں ابتداء میں بیان کر چکا ہوں کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ۸۴ سے زائد کتابیں اسلام کی تائید میں تصنیف فرمائی ہیں جن میں اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ اسلامی عقاید کے دعوے خود اسلام کی مقدس کتاب میں سے بیان کئے اور ان دعووں کے دلائل بھی قرآن ہی سے پیش فرمائے ہیں اور تمام اہل مذاہب کے سامنے بھی اختلافات بین المذاہب کو دور کرنے کے لئے یہ سنہری اصول پیش فرمایا کہ جہاں تک کم از کم اصول مذہب کا تعلق ہے وہ اپنے دعوے اور دلیل ہر دو کو اپنی مقدس کتاب سے نکال کر پیش کریں۔ تاکہ ثابت ہو کہ بیان کردہ دعوے پیرو کاروں کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ خود بانی مذہب کا پیش کردہ ہے۔ یہ ایسا اصول ہے جو مذاہب کی Comparative Study کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔ اور جس سے حقیقت اور سچائی نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنی ان کتب میں نہایت بلند پایہ علمی انکشافات فرما کر دنیا کو حیرت میں ڈال دیا اور ان کی توجہ اپنی طرف کھینچی۔

پہلا انکشاف

انہی انکشافات Discoveries میں سے ایک بڑا اور زبردست انکشاف وہ بھی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ عام مشہور یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو ہزار سال قبل یہودیوں نے صلیب دے کر مار دیا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس کے برعکس یہ جدید نظریہ پیش کیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے بلکہ بیہوشی کی حالت میں صلیب سے اتار لئے گئے تھے اور تین دن رات ایک قبر نما کمرے میں رکھے گئے جہاں ان کے زخموں کی مرہم پٹی ہوئی اور زخموں کے کچھ ٹھیک ہو جانے کے بعد پُر اسرار طریق پر دشمن سے بچتے ہوئے فلسطین کے علاقہ سے ایک لمبے سفر پر روانہ ہوئے اور نصیبین، افغانستان کے راستے ہوتے ہوئے بالآخر آپ کشمیر پہنچے۔ کیونکہ بابلی حملہ کے وقت بنی اسرائیل کے دس قبیلے ان علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنے خداداد مشن کی تکمیل کے لئے ان کے پاس جانا بھی ضروری تھا۔ اس طرح اپنی عمر کا بقیہ حصہ اپنے مشن کی تکمیل کے بعد ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور سرینگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر اب بھی وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔ میں خود بھی متعدد بار اس پر گیا ہوں۔

آپ نے اس جدید انکشاف پر بائیبل کتب تاریخ اور کتب طب کے زبردست حوالوں سے ناقابل تردید ثبوت مہیا کئے جن کو آپ نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں درج کیا۔ جماعت احمدیہ نے آپ کے بعد اس سلسلہ میں مزید انکشافات کے اضافہ کے ساتھ اور کئی کتابیں شائع کیں۔ اس انکشاف نے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ مغربی ممالک میں بھی بڑی ہلچل مچا دی۔

دوسرا علمی انکشاف

دوسرا علمی انکشاف آپ نے عربی زبان کے بارے میں پیش کیا۔ علم لسانیات کے زبردست دلائل کے ذریعہ موجودہ دور کے عام خیال کے برعکس کہ تمام زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں آپ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور تمام زبانیں عربی ہی سے نکلی ہیں۔ آپ نے اس موضوع پر ایک بلند پایہ تصنیف "منن الرحمٰن" تحریر فرمائی۔ آپ کی اسی کتاب میں بیان کردہ تحقیقی اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے لسانیات کے ایک جناب محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ نے مسلسل ریسرچ پر مبنی ایک ضخیم کتاب بھی تحریر کی جو دیکھنے اور پڑھنے کے لائق ہے۔ اس بلند پایہ علمی کتاب نے لسانیات کے ماہرین کے سامنے ایک جدید نقطۂ نظر پیش کر کے ایک نئے زاویے سے لسانیات کا مطالعہ کرنے کی دنیا کو دعوت دی اگرچہ یہ نظریہ ایک بیج کی حیثیت رکھتا ہے تاہم جوں جوں تحقیق و ریسرچ آگے بڑھتی جائے گی یہی نقطۂ نظر درست ثابت ہوتا چلا جائے گا کہ عربی زبان ہی اُمّ الالسنہ یعنی تمام زبانوں کی ماں ہے۔

تیسرا اہم علمی انکشاف

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا تیسرا اہم علمی انکشاف سکھ مت کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ جس کا میں کچھ ذکر کر چکا ہوں۔ یعنی حضرت بابا نانک صاحبؒ کی بزرگی اور صاحب الہام اور ولی اللہ ہونے کے بارہ میں ہے۔ آپ نے علمی ریسرچ کے ذریعہ زبردست تاریخی اور تائیدی حوالوں سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ حضرت بابا نانک صاحب اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ بےحد معمولی محبت اور عشق رکھتے تھے آپؒ کے کلام اور آپؒ کے طور طریق سے بےشمار ایسی باتیں ملتی ہیں جو آپؒ کی بزرگی اور خدا کا اوتار ہونا ظاہر کرتی ہیں۔

اس سلسلہ میں آپ نے ڈیرہ بابا نانک میں رکھے ہوئے مقدس چولہ کا بھی ذکر کیا۔ اور اس کا عکس بھی اپنی کتابوں میں شائع کر کے بتایا کہ اس چولے میں قرآنی آیات اور عربی عبارتیں اور دعائیں ایسی درج ہیں جو روحانیت اور صداقت سے پُر ہیں۔ جو حضرت بابا نانکؒ رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات و خیالات کی واضح عکاسی کرتی ہیں۔

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اسی انکشاف کا نتیجہ ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت بابا نانکؒ کو نہایت درجہ عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور اس وقت جبکہ ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کی شاخیں ہیں اور ہر متمدن ملک میں اس کے تبلیغی مشن جاری ہیں اپنی خصوصی تعلیمات کے پرچار میں حضرت بابا نانکؒ کا نام بھی احمدی پرچارکوں کے ذریعہ ساری دنیا

ہی روشن ہو رہا ہے۔ یہ چیز بھی سکھ صاحبان کو مسلمانوں کے قریب لانے اور محبت کے تعلقات قائم کرنے کا شاندار ذریعہ بن رہی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے صلح اور اتحاد بین الاقوام کے لئے جب اپنی کوششیں شروع فرمائیں تو آپ کے مخالفین نے آپ کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ نہایت ہی جارحانہ سلوک کیا۔ بار بار آپ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے۔ آپ پر جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے۔ آپ کے نام گالیوں کے اس قدر خطوط بھیجے گئے کہ ان سے کئی صندوق بھر سکتے ہیں۔ آپ کی کتابیں پڑھنے اور لیکچر سننے سے لوگوں کو روکا جاتا رہا لیکن خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق آپ ہر ایک قسم کی خفیہ تدابیر اور مقدمات وغیرہ کے بد اثرات سے ہمیشہ محفوظ رہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ آپ کی جماعت پر بھی انتہائی لرزہ خیز مظالم ڈھائے گئے۔ ان کے خلاف کفر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ دیا گیا۔ سب افرادِ جماعت کو مرتد اور واجب القتل قرار دے دیا گیا۔ اور احمدی جماعت کو ایسی سخت تکالیف دی گئیں کہ جن کو سن کر سخت دل لیکن غیر متعصب آدمی کے دل میں بھی رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اکا دکا احمدی پاکر اسے زدوکوب کیا جاتا۔ احمدیوں کی دکانیں لوٹ لی جاتیں۔ ان کی مستورات کی بے حرمتی تک کرنے کی انسانیت سوز حرکات کی جاتی رہیں۔ ان کی جائدادوں پر زبردستی قبضے کئے جاتے رہے حتیٰ کہ ان کے مردوں کو قبرستانوں میں دفن بھی نہیں کرنے دیا جاتا تھا۔ بلکہ بعض دفعہ قبر کھود کر مردوں کی بھی بے حرمتی کرتے رہے

الغرض مساجد سے وہ نکالے گئے عدالتوں میں ان کو گھسیٹا گیا۔ مگر پھر بھی ان کے انتقام کی پیاس نہ بجھی۔ کابل کی سرزمین میں حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب کو جو بہت بڑے عالم اور معزز آدمی تھے اور جنہوں نے امیر حبیب اللہ خاں کی رسم تاجپوشی ادا کی تھی۔ احمدی ہو جانے کی وجہ سے نہایت ظالمانہ اور بے رحمانہ طور پر سنگسار کیا گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے احمدیوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے جان دینا منظور کر لیا مگر اپنا عقیدہ نہ بدلا۔ اسی طرح بلاد عربیہ اور ہندوستان میں بھی احمدی مبلغین پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ اور پھر تقسیم ملک سے پہلے بھی اور تقسیم ملک کے بعد بھی منظم طور پر جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایجی ٹیشن کر کے مخالفین نے متعدد احمدیوں کو شہید کیا اور ابھی تک جب بھی موقع ملتا ہے جماعت کے خلاف مخالفین ایذادہی کیلئے کمربستہ ہو جاتے ہیں لیکن ہر ایسے موقع پر جماعت احمدیہ نے نہایت صبر و استقلال سے کام لے کر حق و صداقت کی خاطر ہر قسم کی تکالیف اور مصائب کو دلی خوشی سے برداشت کیا اور الٰہی جماعتوں کے طریق کے مطابق وہ ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔ جس کا کچھ مختصر سا ذکر آئندہ سطور میں کروں گا

جماعتِ احمدیہ میں نظامِ خلافت اور اس کی برکات

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پا گئے۔ اسلامی اصولوں کے مطابق جماعتی انتخاب کے ذریعہ آپ کے ایک مخلص اور متقی عالم پیروکار حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ آپ کے بعد انتخاب کے ذریعہ پہلے خلیفہ اور جانشین قرار پائے۔ آپؑ کے پہلے خلیفہ نے چھ سال تک آپ کے کام کو اور آگے بڑھایا۔ حتیٰ کہ مارچ ۱۹۱۴ء میں ان کی بھی وفات ہو گئی۔ تب جماعت نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بڑے بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو دوسرا خلیفہ منتخب کیا۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح ۷۶ سال کی عمر پائی اور ۵۲ سال جماعت کی کامیاب قیادت کی۔ آپؓ کے زمانہ میں جماعت کو بے حد ترقی ہوئی۔ ہندوستان کے علاوہ بیرونی ملکوں میں بھی بیسیوں احمدیہ مشنز قائم کئے گئے۔ سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئیں اور ہزاروں ہزار غیر ملکی باشندے داخلِ احمدیت ہوئے۔

ملکی تقسیم کے بعد آپ ہی کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کا دوسرا مرکز پاکستان میں چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے ایک بنجر زمین میں ربوہ کے نام سے آباد ہوا جس میں اس وقت ۱۵/۲۰ ہزار کی خالص احمدی آبادی ہے جو روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

نئے مرکز کے ساتھ ساتھ قادیان کو بھی بدستور جماعتِ احمدیہ کے دائمی مرکز کی حیثیت حاصل ہے۔ البتہ اس کا دائرہ کار صرف ہندوستان تک محدود ہے۔ یا اسرائیل کا مشن اس سے متعلق ہے جبکہ ربوہ کا دوسرا جماعتی مرکز باقی دنیا کی تمام جماعتوں اور مشنز کا روحانی مرکز ہے اور اسی جگہ جماعت کے امام اور خلیفہ بھی رہائش رکھتے ہیں۔

بتاریخ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء جماعت کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی وفات ہوئی تو جماعت کی طرف سے باقاعدہ انتخاب کے ذریعہ آپ ہی کے بڑے فرزند حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے آکسن تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔ اس وقت آپ ہی کی قیادت میں جماعت کا دائرہ تبلیغ و تربیت پہلے سے زیادہ وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ جماعت کے تیسرے خلیفہ نے ۱۹۶۷ء میں ایک بار یورپ کا دورہ کر کے احمدیت کے پرچار کا دائرہ وسیع کیا۔ اور پھر دوسری بار ۱۹۷۰ء میں آپ نے مغربی افریقہ کے چھ اہم ممالک کا دورہ کر کے افریقہ کے پسماندہ باشندوں کو دنیا کی بلند سوسائٹی میں واجب حق دلانے کے لئے مزید ۱۶ سکول اور ۲۵/۳۰ ہیلتھ سنٹرز جاری کرنے کا مکمل منصوبہ بنایا۔ چنانچہ مغربی افریقہ میں بالکل تھوڑے ہی عرصہ میں ۱۸ ہیلتھ سنٹرز اور گیارہ نئے سیکنڈری سکولز جاری ہو چکے ہیں جن میں احمدی نوجوانوں نے اپنی زندگیاں وقف کر کے خدمات بجا لانے کی پیشکش کی ہے۔ اور ان کے دوش بدوش احمدی عورتیں بھی اپنے ٹیچر شوہروں اور ڈاکٹر شوہروں کے ساتھ خدمات بجا لانے کا شرف حاصل کر رہی ہیں۔

جماعت کی تنظیم

جماعتِ احمدیہ کی ساری دنیا میں بڑی عمدہ تنظیم اور آرگنائزیشن ہے جس کا بڑا مقصد ساری دنیا میں روحانیت اور اخلاق وغیرہ کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ ان سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے مرکزِ سلسلہ ربوہ میں تین رجسٹرڈ انجمنیں قائم ہیں جن کے سالانہ بجٹ کا تخمینہ ۱¼ سوا کروڑ روپے کا ہے جو ممبران جماعتِ احمدیہ کے چندوں سے جمع کیا جاتا ہے۔ مالی پہلو سے جماعتِ احمدیہ کا یہ اصول ہے کہ ہر کمانے والے فرد کو ۱/۱۶ اور ۱/۱۰ اور بعض حالات میں ۱/۳ حصہ دینی اغراض کے لئے دینا پڑتا ہے جو تمام ممبران خلوص اور محبت کے ساتھ ماہوار یا سالانہ ادا کرتے ہیں۔ اور یہ چندے ہر جماعت میں آنریری طور پر کام کرنے والے سیکرٹریانِ مال جمع کر کے مرکز میں بھیجتے ہیں۔

اس جگہ یہ امر بھی بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ احمدی جماعت کے افراد ہر قسم کے تماشوں سینما بینی۔ تھیٹر۔ سرکس وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اپنی عام زندگی میں زیادہ سے زیادہ سادگی کو اختیار کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ شادی بیاہ کے مواقع پر بھی بے انتہا سادگی اختیار کرتے ہیں اور ان تمام مواقع پر جو بچت ہو سکتی ہے وہ تحریکِ جدید کے تحت اسلام کی اشاعت و تبلیغ اور بنی نوعِ انسان کی ہمدردی وغیرہ کاموں میں خرچ کرنے کے لئے چندوں میں ادا کرتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کا یہی مالی روحانی اور جذباتی ایثار ہے کہ جس کی وجہ سے خدمتِ خلق اور اشاعتِ اسلام کا کام نمایاں اور کامیاب طور پر ساری دنیا میں سر انجام دے رہی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی ترقی اور وسعت اور افرادِ جماعت کی قربانیوں کا اندازہ جماعتِ احمدیہ کے بیرونی ممالک میں قائم شدہ مشنوں سے بخوبی ہوتا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کے تبلیغی مشنز

چنانچہ دنیا کے چالیس سے زیادہ ممالک میں (ہندوستان اور پاکستان کو چھوڑ کر) ۱۳۵ اسلامی مشن قائم ہیں جہاں سینکڑوں واقفینِ زندگی مبلغینِ اسلام حضرت بانی اسلام کے زریں اصول و تعلیمات کی اشاعت اور اتحادِ بین الامم کا شاندار فریضہ انجام دے رہے ہیں اور جماعتِ احمدیہ نے اب تک ان بیرونی ممالک میں احمدیہ مشنز پر قریباً چھ کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ جس سے اس نے ۳۵۰ سے زیادہ مساجد تعمیر کیں۔ دنیا کی سولہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے۔ قریباً ۲۳ اخبارات مختلف ممالک میں وہاں کی زبانوں میں شائع ہوتے ہیں قریباً ایک سو سکولز قائم ہیں جو اکثر مغربی افریقہ میں ہیں۔ اس کا اندازہ ذیل میں دئے گئے مشنوں کے خاکہ سے بخوبی ہوتا ہے کہ جماعت کی موجودہ ترقی کی رفتار کیا ہے۔

فہرست احمدیہ مشنز

یورپ | انگلستان۔ سپین۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ مغربی جرمنی۔ ہنگری۔ سکنڈے نیویا۔ البانیہ۔ یوگوسلاویہ۔ اٹلی۔ ڈنمارک۔

امریکہ | یو۔ ایس۔ اے۔ ٹرینی ڈاڈ۔ برٹش گی آنا۔ ارجنٹائن

مشرقی افریقہ | ۱۔ کینیا میں ممباسہ۔ کسموں۔ نیروبی۔ ۲۔ یوگنڈا میں جنجہ کمپالہ۔ ساکا۔ لیرا ۳۔ تنزانیہ میں ٹبورا ٹانگا شہر۔ بکوبا۔ دارالسلام

مغربی افریقہ | ۱۔ نائیجیریا میں چھ مشن ۲۔ غانا میں ۳۰ مشن ۳۔ آئیوری کوسٹ ۴۔ لائبیریا ۵۔ گیمبیا میں دو مشن ۶۔ سیرالیون میں نو مشن

شرقِ اوسط | فلسطین۔ شام۔ عدن۔ لبنان۔ اردن

مشرقِ بعید | انڈونیشیا۔ سنگاپور۔ ملائشیا۔ فجی آئی لینڈ۔ بورنیو۔ سیلون۔ جاپان۔ فلپائن۔ ہانگ کانگ

دنیا کا کنارہ ماریشس | ماریشس جسے بجا طور پر دنیا کا کنارہ کہا جاتا ہے وہاں جماعت کا ایک مضبوط فعال مشن قائم ہے۔ فرانسیسی زبان میں ایک ماہنامہ نکلتا ہے جماعت کے سکول اور کالج ہیں

اس کے علاوہ

ایران۔ کویت۔ ٹوگولینڈ۔ مسقط۔ بحرین۔ [illegible] عراق۔ قبرص۔ آسٹریا۔ ترکی۔ مصر۔ دوبئی [illegible] میں جماعت احمدیہ باقاعدہ کام کر رہی ہے

اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے [illegible] کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے حال ہی میں [illegible] تیسرے خلیفہ صاحب نے نائیجیریا کی [illegible] جماعت احمدیہ کے ذریعہ حکومتِ نائیجیریا (مغربی افریقہ) سے درخواست کی کہ انہیں اپنے [illegible] براڈکاسٹنگ سنٹر [illegible]casting Centre کھولنے کی اجازت دی [illegible] یہ اجازت مل چکی ہے اور اب جلد ہی [illegible]

انتظامات ہو جانے کے بعد آسمانی آواز ساری دنیا کی فضاؤں میں گونجنے لگے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جماعت احمدیہ کے اس اثر و نفوذ کو دیکھ کر برطانیہ کے مشہور مؤرخ پروفیسر ٹائن بی نے اپنی کتاب Civilization on TRIAL میں یہ تحریر کیا کہ:—

"مذہب سے ٹکراؤ کے نتیجہ میں اب اسلام میں پھر جوش پیدا ہو رہا ہے اور اس میں ایسی روحانی تحریکات جنم لے رہی ہیں جو ممکن ہے آئندہ جا کر عالمگیر مذہب اور تہذیب کی بنیاد بن جائیں۔ مثلاً احمدیہ تحریک ہے۔"

جماعت کا جلسہ سالانہ اور دیگر جلسے

دسمبر کے مہینہ میں جماعت کے ہر دو مراکز قادیان اور ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے جس میں مذہبی علمی اور روحانی عنوانات پر جماعت کے بلند پایہ سکالر لیکچر دیتے ہیں۔ ملکی تقسیم کے بعد قادیان کے مخصوص حالات کے باعث اس جگہ جلسہ میں حاضری فی الحال سینکڑوں میں ہوتی ہے۔ جبکہ ربوہ میں ہونے والے جلسہ کی حاضری سوا لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی ہے جس سے جماعت کی تیز رفتار ترقی Improvement کا کسی قدر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت جماعت کی تعداد دنیا بھر میں ایک کروڑ ہے۔

جماعت کے ہر دو مراکز میں جلسہ سالانہ کے علاوہ جماعتی لیول پر جہاں جہاں بھی جماعت کی شاخیں ہیں ہر جگہ سال میں ایک دن جلسہ یوم پیشوایان مذاہب Religious Founder's Day پورے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے جس میں تمام مذاہب کے پیشوایان کی سیرت و سوانح پر ہر مذہب و ملت مقررین کو اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس مشترکہ پلیٹ فارم سے جب روحانی پیشواؤں کی سیرت و سوانح پر مختلف مذاہب کے لیکچرار لیکچر دیتے ہیں تو باہمی محبت اور قربی تعلق کو بہت زیادہ تقویت ملتی ہے اور ایسے جلسے ملکی اتحاد اور یکجہتی کے لئے بڑے ہی مفید اور کارآمد ہوتے ہیں۔ اور مختلف ملکی نیتاؤں نے اس کے مفید پہلوؤں کو دیکھ کر خوشنودی کا اظہار کیا ہے۔ اور ملک کے لئے جگہ جگہ ایسے ہی جلسوں کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

الغرض جماعت احمدیہ کی بنیاد خدائی ارادہ کے مطابق امن و آشتی، قومی اتحاد، نوع انسانی کی سراسر ہمدردی اور خیر خواہی کے لئے رکھی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں" (تریاق القلوب صـ۱۳)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ:—

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو۔ اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کرونگا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا۔ تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔" (فتح اسلام صـ۷)

جماعت احمدیہ کا مستقبل

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقی اور اس کے مستقبل کے بارے میں حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے جو خوشخبری بطور پیشگوئی کے بیان فرمائی ہے ذکر کروں تا یہ اندازہ ہو سکے کہ آپ کو اپنے خداداد مشن پر کس قدر یقین حاصل تھا۔ اور یہ کہ ہر نیا چڑھنے والا دن آپ کی ان پیشگوئیوں اور آپ کی صداقت پر کس طرح گواہی دے رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:—

"دیکھو! وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا۔ اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ صـ۵۶)

اور بالآخر اپنی جماعت کی مجموعی ترقی کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر فرماتے ہیں:—

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ...... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین صـ۶۴-۶۵)

> ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
> جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار
>
> (المسیح الموعودؑ)

محترم سیکرٹریان مال توجہ فرمائیں

موجودہ مالی سال کے ختم ہونے میں اب صرف ۱½ ماہ باقی رہ گیا ہے۔ بعض جماعتیں ابھی تک ایسی ہیں جن کی طرف سے بجٹ کے مقابلہ پر بہت کم چندہ وصول ہوا ہے۔ ان جماعتوں کے عہدیداران کی خدمت میں خطوط لکھ کر توجہ دلا دی گئی ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر مارچ کے باقی ایام اور اپریل میں پوری ہمت اور کوشش کے ساتھ چندوں کی وصولی فرمائیں اور تمام جمع شدہ چندے ۲۵ اپریل تک مرکز میں ارسال فرمادیں

ناظر بیت المال آمد قادیان

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک

وعدوں کی ادائی کیلئے آخری میعاد اکتوبر ۱۹۷۳ء تک ہے

جماعت کے جن مخلص احباب نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی بابرکت تحریک میں وعدے فرمائے تھے ان میں سے بعض کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے اپنے وعدے پورے کے پورے یا تو ابتداء میں ہی ادا فرما دئے تھے یا گزشتہ دو سالوں کے اندر ادا فرما دئے تھے۔ لیکن بعض احباب ایسے ہیں جن کے ذمہ جزوی طور پر وعدہ کی باقی ہے یا کلی طور پر۔ ایسے تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ابھی سے اپنے وعدوں کی ادائی کے لئے فکر کریں۔ کیونکہ ان وعدوں کی میعاد اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ختم ہو رہی ہے۔ ابھی قریباً سات ماہ باقی ہیں احباب اس عرصہ میں قسط وار ادائیگی کر دیں تو ان کے لئے سہولت ہوگی۔ تمام افراد کی خدمت میں انفرادی خطوط بھی تحریر کئے جا رہے ہیں۔ اگر انہیں اپنے حساب میں کوئی غلطی یا کمی بیشی نظر آئے تو وہ دفتر ہذا سے حساب فہمی کر لیں

ناظر بیت المال آمد قادیان

درویش فنڈ میں احباب کی قابل قدر قربانی

یہ امر بہت مسرت کا موجب ہے کہ خدا کے فضل سے احباب جماعت کی اکثریت اپنے درویش بھائیوں سے دلی محبت کا اظہار اپنی حیثیت کے مطابق درویش فنڈ بھجوا کر کرتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام بھائیوں اور بہنوں کو اپنی وافر نعمتوں سے نوازے اور ان کے اس مخلصانہ جذبہ کو قائم رکھے اور وہ ہمیشہ اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس قسم کی طوعی تحریکوں میں بیش از بیش حصہ لیتے رہیں۔ بعض مخلصین ابھی تک اپنے موجودہ سال کے وعدہ کو پورا نہیں کر سکے ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کی رقوم جلد ادا کر کے ممنون فرمائیں

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب بھائیوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

پہلی قسط

وقت کی آواز

مسیح موعود اور مہدی معہود آگیا!

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحِ جَاءَ الْمَسِیْحِ ＊ نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں ＊ ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر ＊ مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(المسیح الموعودؑ)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی !!

(۱)

مسلمانوں کے تنزّل و ادبار کی پیشگوئی

اسلام ایک زندہ، کامل اور عالمگیر مذہب ہے۔ اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیّد المرسلین اور خاتم النبیّین ہیں۔ اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت ابدالآباد تک کیلئے ہے۔ مگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں آنے والے ایک زمانہ میں مسلمانوں کے بے عمل ہو کر صرف رسمی اور اسمی مسلمان ہونے اور ان کے تنزّل و ادبار کی یوں پیشگوئی فرمائی:

یوشك ان یاتی علی الناس زمان لا یبقٰی من الاسلام الّا اسمُهٗ ولا یبقٰی من القراٰن الّا رسمُهٗ مساجدهم عامرة وهی خراب من الهدٰی. علماءهم شرٌّ مَن تحت ادیم السماء. مِن عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود.

(مشکوٰۃ شعب الایمان ص۳۸)

کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ (گویا علم و عمل دونوں باقی نہ رہیں گے وہ صرف رسمی اور اسمی مسلمان ہوں گے) اُن کی مساجد بظاہر آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے سب مخلوق سے بدتر ہوں گے۔ کیونکہ ان علماء کے اندر سے ہی فتنے نکلیں گے اور اُنہی کے اندر لوٹ جائیں گے۔ (گویا وہ فتنوں کا مرکز ہوں گے)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"میری امت پر وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آچکے ہیں۔ اسی طرح جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر و ہمشکل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا تو میری اُمّت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو یہ مکروہ فعل کریں گے۔ نیز بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں منتشر ہو گئے تھے۔ مگر میری اُمّت اُن سے زیادہ یعنی تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے سب فرقے آگ میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ فرمایا، وہی فرقہ جو اُس کام پر گامزن ہوگا جس پر مَیں اور میرے صحابہ گامزن ہیں"

(مشکوٰۃ کتاب الایمان ص۳۱)

(۲)

موجودہ زمانہ متذکّرہ بالا احادیث کا مصداق ہے

موجودہ زمانہ (تیرہویں صدی کا آخر اور چودہویں صدی ہجری) مسلمانوں کے تنزّل و ادبار کی متذکرہ بالا پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ جس کا اعتراف اکابرینِ اُمّت اور مختلف فرقوں کے قابلِ اعتماد لیڈروں نے خود کیا ہے۔ چنانچہ:-

(ا) نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں فرماتے ہیں:-

"اب اسلام کا صرف نام۔ قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں علماء اس امت کے بدتر اُن کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ انہی میں سے فتنے نکلتے ہیں، انہی کے اندر پھر کر جاتے ہیں"

(اقتراب الساعۃ ص۱۲)

(ب) معاندِ احمدیت مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:-

"مشکوٰۃ ص۳۸ میں حضرت علیؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لوگوں پر عنقریب ایسا زمانہ آئیگا کہ اسلام کا نام رہ جائے گا اور قرآن کا رسم خط۔ اس وقت مولوی آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ سارا فتنہ و فساد انہی کی طرف سے ہوگا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج کل وہی زمانہ آگیا ہے"

(اہلحدیث ۲۵ر اپریل ۱۹۳۰ء)

اِسی طرح مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں:-

"نام کے بنی اسرائیل تو آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور صفحۂ دنیا سے نام غلط کی طرح مٹ گئے۔ مگر آہ! کام کے بنی اسرائیل اب بھی موجود اور ترقی پذیر ہیں۔ ہم نے سجادہ نشینی کا فخر حاصل کیا اور عنان اسرائیلی ہاتھ میں سے لے لی اور اپنا گھوڑا گھوڑ دوڑ میں اسرائیل سے بھی آگے بڑھا دیا۔ صادق اور مصدوق فداہُ ابی و امی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل ہماری اس شہ سواری اور گوئے سبقت کی پیش بری کی ان الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ یقیناً میری امت کے لوگ بھی ہو بہو بنی اسرائیل کی طرح افعالِ بد میں منہمک ہوں گے۔ حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو میری امت میں سے ماں سے زنا کرنے والے افراد موجود ہوں گے۔ واقعہ یہ ہے کہ آج ہم مدعی اہل حدیث بھی حذو النعل بالنعل بنی اسرائیل کی طرح ہر معاملہ میں مصلحت، دور اندیشی۔ ضرورتِ وقت و پالیسی۔ زر پرستی۔ کاسہ لیسی۔ خوشامد و چاپلوسی کو معبودِ حق سمجھ کر اسی کی پوجا کرنے لگے"

(اہلحدیث ۲۵ر ستمبر ۱۹۳۱ء)

(ج) مولانا حالی مرحوم اپنی مسدّس میں مسلمانوں کی موجودہ حالتِ زار کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی!
اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی!

(مسدّس حالی ص۲۶)

(د) اسی طرح علّامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے موجودہ مسلمانوں کے متعلق اپنا خیال اِن اشعار میں بیان فرمایا ہے کہ ؎

شور ہے، ہو گئے دُنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو--؟

(بانگِ درا ایڈیشن دوازدہم ص۲۲۶ جوابِ شکوہ)

(ھ) جماعتِ اسلامی کے سربراہ مولانا مودودی رقمطراز ہیں:-

"اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی مختلف جماعتیں اسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں۔ اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر اُن کے نظریات اور مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنسِ کاسد نکلیں گی۔ خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علماءِ دین و مفتیانِ شرعِ متین"

(سیاسی کشمکش حصّہ سوم ص۹۵)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

"یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ اُن کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویّہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا ہے"

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصّہ دوم ص۱۰۵-۱۰۶)

(و) سیّد عطاء اللہ صاحب بخاری لیڈر احرار ۱۹۴۹ء میں اسلام اور کمیونزم میں موازنہ کرتے ہوئے اپنی تقریر میں بیان کرتے ہیں کہ:-

"مقابلہ تو تب ہو کہ اسلام کہیں موجود ہو۔ ہائے ہمارا اسلام؟ ہم نے اسلام کے نام پر جو کچھ اختیار کر رکھا ہے وہ تو صریح کفر ہے۔ ہمارا دل دین کی محبت سے عاری ہماری آنکھیں بصیرت سے ناآشنا اور کان سچی بات سُننے سے گریزاں ؎

بیدلی ہے تماشہ کہ عبرت ہے نہ ذوق
بیکسی ہائے تمنّا کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں

ہمارا اسلام؟ ؎

بتوں سے تم کو اُمیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

...... ہمارا تو سارا نظام کفر ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں ہم نے ابلیس کے دامن میں پناہ لے رکھی ہے۔ قرآن صرف تعویذ کے لئے، قسم کھانے کے لئے ہے"

(آزاد لاہور ۹ر دسمبر ۱۹۴۹ء)

(ز) جماعت اسلامی ہند رام پور کا رسالہ اسلامی اُردو ڈائجسٹ "الحسنات" اپنے حج نمبر بابت نومبر ۱۹۷۲ء میں مسلمانوں کی موجودہ حالتِ زار کو یوں درج کرتا ہے:-

"اسلام کے شیدائی تو بہت ہیں لیکن اسلام کو سمجھنے والے بہت ہی کم ہیں۔ قرآن

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پڑھنے والوں کی کمی نہیں۔ مگر قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دین اور شریعت کو پیش کیا ہے اس کی روح اور اس کے اصول کو سمجھنے والے آٹے میں نمک کے برابر بلکہ اتنے بھی نہیں یہ اُس نافہمی کے نتائج ہیں کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور سمجھتے ہیں اُن میں بدترین قسم کے توہمات اور مشرکانہ عقائد سے لے کر الحاد، دہریت اور کفر کی حد تک پہنچے ہوئے خیالات تک پائے جاتے ہیں اور ان کو اس بات کا احساس تک نہیں کہ جس اسلام کی پیروی کے وہ مدعی ہیں اس میں اور ان خیالات میں کُلّی تباین ہے"۔ ماخوذ۔

الحسنات رامپور ماہ نومبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۸

(ح) حال ہی میں "رابطۂ عالمِ اسلامی" کا اجلاس بمقام عمارۂ مکہ (قصر شاہی) میں ۲ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ کو ہؤا جس میں مختلف مسلمان لیڈروں نے تقاریر کیں اور مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کا مرثیہ پڑھا۔ اس اجلاس میں مفتی اعظم فلسطین شیخ امین حسینی نے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"آج جو مسلمانوں کی حالت ہے تاریخ شاہد ہے کہ ایسی ابتر حالت کبھی نہیں ہوئی تھی۔ غیروں کی خواہش ہے کہ کسی طرح اسلام کو کمزور کریں۔ اور وہ ہماری ناسمجھی نااتفاقی اور عدم تعاون کی وجہ سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ غیروں کا منظم فکری حملہ ہے۔ یہ حملہ بڑی کامیابی سے وہ ہم پر کر چکے ہیں۔ اور ہم اُن کی مار میں آگئے ہیں آج ہمارے بچے غیروں کے سکولوں میں پڑھتے ہیں اور اُن کے فکر کو اپنا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ پیدا ہوتا ہے اسلام پر لیکن اس کے ماں باپ اُسے نصرانی یا یہودی بناتے ہیں۔ ہماری ۷۰ کروڑ آبادی ہے۔ اس کے باوجود پھر بھی ہم خطرہ میں ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ آئندہ آنے والی نسلوں کی حفاظت کریں۔ بچوں کو صحیح اُصول پر تعلیم دلائیں۔ بچوں پر جو چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں وہ سکول کی زندگی ہے۔ آپ حضرات اس پر خاص خیال رکھیں۔ نام محمد احمد وغیرہ اس قسم کے ضرور ہوتے ہیں لیکن عقل اور فہم اسلامی نہیں ہوتی۔ ہم آپس میں بٹ چکے ہیں۔ اور کافی کمزور ہو چکے ہیں۔ لیکن مغربی قومیں ابھی بھی چین سے نہیں ہیں وہ جانتے ہیں کہ اسلام میں ایک ایسا جذبہ ہے کہ کبھی بھی پھر یہ سب ایک ہو سکتے ہیں۔ مغربی قومیں یا دوسری طاقتیں چاہے آپس میں ان کے کتنے اختلافات ہوں لیکن وہ سب ہماری دشمنی پر ایک ہیں۔ ہمیں تباہ و برباد کرنے کی حد تک وہ ہمیشہ آپس میں متحد ہیں۔ اس وقت اقوام متحدہ میں ۱۸ عرب ممالک ہیں لیکن اس کھوٹ سے بھی ابھی وہ مطمئن نہیں ہیں"۔

[روزنامہ رہنمائے دکن ہفتہ وار ایڈیشن حیدرآباد مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۷۳ء]

(۳)

مسلمانوں کی نشأۃِ ثانیہ کی پیشگوئی!!

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ایک طرف مسلمانوں کے تنزّل و ادبار کی خبر دی تو مسلمانوں کو مایوسی اور نااُمیدی سے بچانے کے لئے یہ خوشخبری بھی دی کہ اللہ تعالیٰ دینِ اسلام کی تجدید و ترقی کے لئے ہر صدی میں مجدّد مبعوث فرماتا رہے گا اور اس آخری زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمائے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

(ا) — انّ اللّٰہ یبعث لھٰذہ الاُمّۃ علیٰ رأس کلّ مائۃِ سنۃٍ من یجدّد لھا دینھا۔ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

(ب) — لن تھلک اُمّۃٌ اَنا فی اوّلھا والمسیح ابن مریم فی اٰخرھا۔ (جامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

(ج) — لا المھدی الّا عیسٰی۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا۔ جو دینِ اسلام کی تجدید کریگا۔ نیز میری یہ اُمّت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے اوّل میں مَیں ہوں اور جس کے آخر میں مسیح موعود ہے یہ مسیح موعود کوئی علیحدہ شخصیت نہیں، اس امت میں آنے والا مہدی ہی عیسیٰ ابن مریم ہوں گے۔

اِن احادیثِ نبویّہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی نشأۃِ ثانیہ اُس مہدی اور مسیح سے تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں ہوگی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں ہی ظاہر ہوگا۔ کیونکہ حضرت مسیح ابنِ مریم علیہ السلام حسب سنّتِ انبیاء وفات پا چکے ہیں۔ نہ وہ زندہ ہیں نہ آسمان پر ہیں اور نہ ہی دوبارہ ان کی آمد اس دنیا میں ہوگی۔ آنے والا مہدی و مسیح حسب حدیث بخاری شریف "اِمامکم منکم" امتِ محمدیہ کا ہی ایک فرد ہوگا۔

(۴)

مسلمانوں کی بگڑی بنانے کے لئے ایک مردِ کامل کیلئے پکار اور تلاش

بے شک اس زمانہ میں مسلمانوں کی مملکتیں موجود ہیں۔ مسلم ادارے اور انجمنیں موجود ہیں۔ مگر اس کے باوجود نہ مسلمانوں میں وحدت ہے اور نہ ہی قومی اتحاد کا نقطۂ مرکزی خلافت۔ اور نہ ہی روحانی و اخلاقی ترقی کا کوئی سامان۔ حکومتیں ہیں تو غیروں کی دستِ نگر۔ عوام ہیں تو نہ صرف یورپین فلسفہ اور تمدّن سے متاثر بلکہ دینی اعتبار سے احساسِ کمتری میں مبتلا۔ اس کس مپرسی کے عالم میں کسی "مردِ کامل" کے منتظر و متلاشی نظر آتے ہیں۔ نہ آسمان سے اُن کا مزعومہ مسیح نازل ہو رہا ہے۔ اور نہ ہی زمین سے امام مہدی یا امام غائب ظاہر ہو رہا ہے۔ اس نااُمیدی و یاس میں اُن کے دلوں کی پکار ہے کہ امام مہدی جلد ظاہر ہوں۔ جو اُن کی بگڑی بنا دیں۔ چنانچہ

(ا) مولوی شکیل احمد سہسوانی ۱۳۰۹ھ ہجری میں مسلمانوں کی خطرناک حالت سے خائف و دہشت زدہ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں ؎

دینِ احمد کا زمانہ سے مٹا جاتا ہے نام!
قہر ہے اے میرے اللہ! یہ ہوتا کیا ہے
کس لئے مہدئ برحق نہیں ظاہر ہوتے
دیر عیسیٰ کے اُترنے میں خدایا کیا ہے
عالم الغیب ہے آئینہ ہے تجھ پر سب حال
کیا کہوں ملّتِ اسلام کا نقشا کیا ہے

(الحق الصریح فی حیاۃ المسیح صفحہ ۱۳۳)

(ب) کتاب "خونِ حرمین" کے مصنّف اسلام کی تباہی و بربادی کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"خدارا ایسی بے بسی اور نازک حالت میں اپنے نام لیواؤں پر رحم کرتے ہوئے امام آخر الزمان کو جلد بھیجئے تاکہ ضعیف الایمان امت کے ایمان اور ایقان میں پھر بالیدگی روح پیدا ہو۔ اور ضلالت کا فقدان ہو۔ یا رسول اللہ! اب عقل اور اسبابِ ظاہری کا سہارا جاتا رہا۔ قویٰ بے کار ہو گئے۔ ہمتیں پست ہو گئیں۔ خونخوارانِ تثلیث نے اُن کو قعرِ مذلّت میں اس طرح دھکیل دیا کہ اب پھر اُبھرنے کی صورت نظر نہیں آتی۔ اے نبی اللہ! بتائیے کہ شکستہ دل اور زخموں سے چُور اُمّت اپنے درد کی دَوا کہاں پائے گی۔ اور کیونکر امام موعود علیہ السّلام کے حضور اپنی فریاد پہنچائے گی۔ اب دِل کے زخم کی ٹیک اور سوزش ناقابلِ اظہار ہے"۔

(ج) ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں ؎

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الّا اللہ

(اقبال نامہ صفحہ ۴۶۲)

(د) چوہدری محمد حسین ایم۔ اے رقمطراز ہیں:-

"یا رب! ہمیں اتنی لمبی عمر دے کہ ہم اس رحمۃٌ للعالمین کے نائب کا زمانہ دیکھیں۔ یا ربّ! ہم پر رحم فرما اور اُسے ابھی بھیج۔ اگر یہ وقت اس کے ظہور کا نہیں تو اور کونسا ہوگا ؎

بیا بیا کہ نسیمِ بہار مے گزرد
بیا کہ گُل زرخت شرمسار مے گذرد
بیا کہ فصلِ بہار است موسم شادی
مدار منتظرم روزگار مے گذرد

(کاشف مغالطہ قادیانی صفحہ ۳۵)

(ھ) جماعتِ اسلامی کے سربراہ مولانا مودُودی بھی اس امر کا احساس رکھتے ہیں کہ اصلاحِ اُمّت اور اقامتِ دین کا کام صرف عقلی موشگافیوں اور انسانی کوششوں سے نہیں ہو سکتا۔ عوام کے قلوب تبھی مطمئن ہو سکتے ہیں جبکہ مصلح و ریفارمر وہ ہو جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تربیت یافتہ اور اس کا مامور ہو۔ اس دبی خواہش کا وہ ان الفاظ میں اظہار کرتے ہیں:-

"اکثر لوگ۔ اقامتِ دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے **مردِ کامل** کو ڈھونڈتے ہیں جو اُن میں سے ایک ایک شخص کے تصورِ کمال کا مجسّمہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں وہ **نبی** کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختمِ نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوّت کا نام بھی لے دے تو اس کی زبان گُدّی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں **مگر اندر سے اُن کے دِل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کِسی پر راضی نہیں**"۔

(ترجمان القرآن ماہ دسمبر ۱۹۴۲ء)

(و) حال ہی میں حج کے موقعہ پر رابطہ عالَمِ اسلامی کانفرنس مکّہ میں ہوئی۔ تو اس میں اس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری **جناب شیخ محمد صالح قزاز** نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اسرائیل ہماری زمین پر قبضہ کئے ہوئے ہے اور ہم ہیں کہ دشمن سے بے خبر ہیں۔ **ایک ایسے فرد کی ضرورت ہے جو اُمّت کے بکھرے ہوئے افراد کو جوڑ دے۔** جن ممالک کو شکست ہوئی ہے وہ اسلام کی نہیں بلکہ اُن کی شکست ہوئی ہے جو اسلام سے دُور ہو چکے تھے۔ ہمارے حالات کچھ سے کچھ ہوں، علماءِ اسلام کا فرض ہے کہ ہم کو اکٹھا کریں۔ یہ انبیاء کے نائب ہیں۔ بہرحال مسلمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اب اُن کی کہیں عزّت نہیں رہی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم از سرِ نو اپنا مقام بنائیں۔ اور آئندہ ذلّت و رسوائی سے بچیں"۔

[روزنامہ رہنمائے دکن حیدرآباد ہفتہ وار ایڈیشن ۲۲ جنوری ۱۹۷۳ء]

(باقی آئندہ)

درخواست دعا

خاکسار کے بیٹے کی مستقل ملازمت کے لئے تمام احباب جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار سیّد حمید الدین احمد جمشید پور۔

(۲) مکرم قریشی فضل حق صاحب ایک ماہ سے امرتسر ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ کامل شفایابی کیلئے جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

قسط اوّل

"دورِ جدید کا چیلنج اور اسلام یعنی احمدیت"

اور

احمدی و غیر احمدی مسلمانوں میں ما بہ الامتیاز

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

"دورِ جدید کا چیلنج اور اسلام" کے زیر عنوان ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی نے لکھا ہے کہ

"اسلام دنیا میں ایک چیلنج سے دوچار ہے اور وہ چیلنج یہ ہے کہ جدید دنیا نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسلام اب نہ صرف یہ کہ عملی طور پر اپنی ضرورت ختم کر چکا ہے بلکہ علمی ترقی نے اس کو بے بنیاد بھی ثابت کر دیا ہے۔ اب اسلام کے اندر اگر کچھ قدر و قیمت باقی ہے تو وہ روایتی اور تاریخی ہے نہ کہ حقیقی اور عملی"

(ہفت روزہ الجمعیۃ ۱۳ جنوری ۱۹۷۳ء)

ہمارا جواب یہ ہے کہ دنیا کا یہ دعوےٰ بلا ثبوت ہے۔ اور اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اسلام عملی طور پر اب بھی ضروری ہے اور علمی لحاظ سے بھی وہ دنیا کے علوم کی رہنمائی کرنے کے قابل ہے۔ کسی علمی، سائنسی و فلسفی یا صنعتی ترقی نے اس کی کسی بھی حقیقت کو غیر ضروری و بے بنیاد ثابت نہیں کیا۔ اسلام کی قدر و قیمت اب بھی علمی و عملی لحاظ سے قائم ہے اور یہ قدر و قیمت حقیقی و دائمی ہے نہ کہ صرف روایتی و تاریخی۔

اسلام کی بتائی ہوئی خبروں کے مطابق ہی پر ایسا زمانہ آنے والا تھا جس میں اس پر اندرونی و بیرونی حملوں کے طوفان اٹھنے تھے۔ ایسے وقت کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے سامان کرنے کا وعدہ بھی دے رکھا تھا۔ یہ طوفان اٹھے اور خدا تعالیٰ کی غیرت بھی جوش میں آئی۔ اور اس نے اپنی سنّتِ قدیمہ جاریہ مستمرہ کے مطابق ان کے علاج اور اسلام کی برکات، تاثیرات و علوم کے اظہار اور اس کی غیر معمولی طاقتوں کا جلوہ دکھانے کے لئے اپنا مامور کھڑا کر دیا۔ جو مخالف طاقتوں پر بجلی کی طرح گرا اور ان کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ اس نے اسلام کو علمی و عملی طور پر دنیا کا رہنما ثابت کر کے دکھایا۔ وہ مردِ خدا مردِ میداں بن کر سب کے سامنے گرجتا رہا للکارتا رہا۔ چیلنج پر چیلنج دیتا رہا اور تحدی پر تحدی کرتا رہا مگر مخالف طاقتوں، مذہبوں تحریکوں اور تہذیبوں کے علمبرداروں میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ سامنے آ کر اسلام کا بال بیکا کر کے دکھا سکے۔ اس نے علمی و فکری میدانوں کو سر کیا اور جو بھی سامنے آیا اسے اسلام کی روحانی تیز کاٹنے والی تلوار سے مار گرایا۔ اور ہر قسم کی تہذیب کو خواہ وہ پرانی ہو یا نئی، مشرقی ہو یا مغربی۔ ہندی ہو یا غیر ہندی۔ سب کا کچومر نکال کر رکھ دیا اور اسلامی تہذیب کی چمک ایسی ظاہر کی کہ معترضین کے چیلنج کے حاملین کو سامنے آنے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ آپ نے اندرونی و بیرونی مخالفین کے چھکے چھڑا دئے۔ اور اسلام کا ساری دنیا میں ڈنکا بجا دیا۔ علمی میدان میں بھی سب کو شکست دی اور عملی میدان میں بھی اپنا سکہ جما دیا۔ اور اسلام جو پہلے دیگر مذاہب اور تحریکوں و تہذیبوں کے سامنے مرعوب تھا شیر ببر کی طرح نکلا اور دشمنوں کو اپنی دھاڑ سے پچھاڑ دیا۔ وہ سورج بن کر ایسا چمکا کہ ان کی آنکھوں کو چندھیا دیا۔ آج اسلام کے علمی و عملی کارناموں کا دنیا کے کناروں تک ڈنکا بج رہا ہے۔ اس کی کامیابیوں کے نعرے اپنوں اور غیروں کے کانوں میں ان کے گھروں میں گونج رہے ہیں اور وہ ان کو سن کر خاموش رہنے ہی میں اپنی سلامتی سمجھتے ہیں نوّے سال سے یہ چیلنج اسلام کی طرف سے تمام دنیا کے علمی حلقوں کے سامنے ہے مگر کوئی بھی اس کی طرف منہ نہیں کرتا۔ اور یہ چیلنج ان کے حملوں کو پاش پاش کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کے سامنے ان کی کچھ بھی پیش نہیں جاتی۔ اسلام کا چیلنج قریباً ایک صدی سے دنیا میں گونج رہا ہے اور اس کے مخالف اور اس کے سامنے مرعوب و سرنگوں ہیں۔

یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ اس صورتِ حال کی طرف سے تجاہلِ عارفانہ برت رہے ہیں اور وہ نہیں سوچتے اور نہیں دیکھتے کہ دورِ جدید کے مزعومہ چیلنج کا شافی و کافی و وافی جواب تو ایک لمبے عرصہ سے عملی و علمی طور پر ایسا نمایاں دیا گیا اور دیا جا رہا ہے کہ اور کوئی کیا دے گا۔

دراصل یہ بے عمل اور کم علم مسلمانوں کی کمزوری ہے کہ وہ دنیا کے اس قسم کے بے ثبوت دعووں و دعویداروں سے مرعوب ہو کر چیلنج و تحدی کا تصور کر دیتے اور انہیں اسلام کے خلاف معقول چیلنج سمجھ لیتے ہیں اور اس کا علاج وہ ان علماء وقت کے جبّوں و عماموں میں ڈھونڈتے ہیں جو خود اپنے کردار سے اسلام پر جگ ہنسائی و فکری و نظری حملوں کا موجب بن رہے ہیں۔

یہ علماء اسلام کی طرف سے حقیقی و کامل دفاع و علمی و عملی زندگی کے اثبات پر قادر ہی نہیں۔ وہ تو خود دشمنانِ اسلام کی صفوں میں شامل ہو کر اسلام کے مٹانے کے درپے ہیں۔ مگر مسلمان اس بات کو سمجھانے سے بھی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے تو اپنی نااہلیت کی وجہ سے اسلام کے دفاع کے کام سے دست برداری اختیار کر لی ہے اور وہ اپنے کمزور علم و مغربی زبانوں سے ناواقفیت کی وجہ سے میدانِ مقابلہ سے پیچھے ہٹ گئے ہیں اور ان کا انگریزی دان طبقہ علمِ دین سے بے بہرہ و محروم ہونے کی وجہ سے مغربی علوم کا مقابلہ کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔ پھر علمی لحاظ سے عالمِ اسلام سراسر تہی دست ہے۔ ایمان کا فقط نام اور قرآن کی صرف رسم باقی ہے۔ وہ صرف لکیر کے فقیر اور حقیقت سے بے خبر محض ہیں۔ اسلام کی تاثیراتِ عملیہ سے یکسر محروم۔ اس لئے عالمِ اسلام کی ایسی علمی و عملی بدحالی کی وجہ سے مغربی تہذیب کے علمبرداروں کو اسلام پر سراسر باطل حملے کرنے کے لئے جرأت کا موقع مل گیا ہے۔ اہلِ مغرب کی طرح خود اسلام کے دعویدار مسلم علماء بھی اسلامی حقیقت اور اس کے اصل دلائلِ عقلیہ اور روحانیہ اور تاثیراتِ عملیہ اور شواہد و تجارب سے یکسر بیگانہ ہیں۔ وہ تو صرف پدرم سلطان بود کے نعرے لگانا جانتے ہیں اور تراجہ تراجہ تراچہ سے ناواقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی بے عملی، انتشار خلفشار اور معاشرہ کی بے راہ روی و عدم صلاحیت و نااہلیت ہی اس کی ہر طرح ذمہ دار ہے۔

جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ الجمعیۃ نے اس بیرونی چیلنج کا ذکر کیا ہے جو اسلام کو ان کے خیال میں درپیش ہے۔ مگر اسلام کے علمبرداروں کی اپنی جو علمی و عملی حالت ہے اسے باوجود ذکر کرنے کے نظر انداز کر دیا ہے جناب ایڈیٹر صاحب خدا لفعانہ کی طرف سے پیدا کردہ انتظام کو ٹھکرا رہے ہیں اور اپنی سب امیدیں اپنے علماء اسلام سے وابستہ کر رہے ہیں۔ ان کو بیرونی حملوں و امراض کے علاج کی تو فکر و تلاش ہے مگر اندرونی امراض اور ان کے عملی علاج کی طرف کوئی دھیان نہیں بلکہ اس کی طرف سے انہوں نے اعراض فرمایا ہے

ظاہر ہے کہ جب تک ان کے علماء اور عوام کی بیماریوں کا علاج ہو کر ان کو صحت نہ حاصل ہو وہ دوسروں کا علاج کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ پہلے ان کے علمی علاج کے ساتھ عملی علاج کی ضرورت ہے پھر وہ دوسروں کا بھی علاج کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ جب تک وہ خود بیمار اور علاج کے قابل ہیں وہ دوسروں کی بیماری کو بڑھانے کا موجب تو بن سکتے ہیں بیماری کو دور نہیں کر سکتے۔ ایک شخص ڈاکٹری کا علم رکھ کر بھی اپنی بیماری کی حالت میں نہ صحیح نسخہ تجویز کر سکتا ہے نہ تشخیص نہ علاج کرنے کے قابل ہو سکتا ہے بلکہ وہ خود کسی صحت مند ڈاکٹر کا محتاج ہوتا ہے۔ یہی حال ان کے سارے عالمِ اسلام کا ہے۔ لہٰذا یہ خیال کہ وہ قرآن کریم سے مغربی اقوام کے امراض کا علاج خود بخود کر سکتے ہیں اور قرآنی علوم و معارف و حقائق و دقائق نکال کر مغربی علوم کا مقابلہ کرنے پر قادر ہیں سوائے جنون کے اور کچھ نہیں ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں

ان کو چاہیئے کہ پہلے قابل لائق ربانی معالج سے اپنا علاج کروائیں۔ وقت کے ڈاکٹر نے آ کر اندرونی و بیرونی امراض کی تشخیص فرمائی اور علاج بتلائے مگر انہوں نے اس کی طرف دھیان نہ دیا بلکہ اس کی مخالفت کی اور فائدہ اٹھانے کی بجائے نقصان اٹھایا۔ یہ کام تو آسمانی رنگ رکھنے والے ربانی قائد و ڈاکٹر ہی کا ہے جو وقت پر آیا اور اپنے کام کی تخم ریزی کر گیا۔ اور علمی و عملی میدان میں قرآن کے جوہر دکھا گیا۔ اور جن لوگوں نے اسے قبول کیا ان میں وہ جوہر پیدا کر گیا جو مزعومہ چیلنج کا منہ توڑ جواب و دنداں شکن جواب دے رہے ہیں۔ پس جبکہ مسلمان خود تفرقہ و انتشار کا شکار ہیں وہ اخلاقی و روحانی اقدار سے محروم ہیں ان کو اسلام کی روح سے کچھ بھی حصہ نہیں۔ وہ مُردہ ہیں نہ کہ زندہ ان میں زندگی کی روح نہیں وہ آسمانی قائد سے بے نصیب ہیں۔ پراگندہ بھیڑوں کی طرح جنگل کے درندوں و بھیڑیوں کا شکار ہیں۔ جو خود دوسروں کا شکار ہو اور اپنے آپ کو بچانے کے قابل نہ ہو وہ دوسروں کو کس طرح بچا سکتا ہے۔ ان میں دینی قیادت کی صلاحیت مفقود ہے۔ پس وہ قرآن کریم کو رکھتے ہوئے بھی ضلالت و ظلمت میں مبتلا ہیں۔ قرآنی حقائق و معارف سے بے بہرہ ہیں اور ان کی بے عملی اس پر مستزاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بظاہر ہر جگہ ذلیل و خوار ہیں اور غیر اقوام کی دست نگر کا شکار ہیں

پھر وہ ان کی لیڈری و رہنمائی کس طرح کر سکتے ہیں!

اب ذرا یہ باتیں آنحضرت صلعم کی زبانِ مبارک سے بھی سنیں۔ ان باتوں کے بارے میں آنحضرت صلعم پہلے سے خبر دے چکے ہیں

۱۔ عن زیاد ابن لبید قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً فقال ذاک عند اوان ذھاب العلم قلت یا رسول اللہ وکیف یذھب العلم ونحن نقرء القرآن ونقرئہ ابناءنا ویقرئہ ابناءنا ابناءھم الی یوم القیامۃ فقال ثکلتک امک زیاد ان کنت لاراک من افقہ رجل بالمدینۃ اولیس ھذہ الیھود والنصاریٰ یقرؤن التوراۃ والانجیل لایعملون بشیء مما فیھما (احمد)

یعنی زیاد بن لبید سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ بات علم کے چلے جانے کے وقت ہوگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علم کس طرح جا سکتا ہے جب کہ ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اسے اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور ہمارے بچے اسے آگے اپنی اولاد کو قیامت تک پڑھاتے رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زیاد! تیری ماں تجھ کو کھوئے میں تو تجھے مدینہ کا بہت سمجھدار انسان خیال کرتا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ یہود اور نصاریٰ ہیں تورات و انجیل پڑھتے ہیں مگر یہ ان میں سے کسی بھی بات پر عمل نہیں کرتے۔

(۲) یہ تو ہے علم نہ جاننے کی مثال۔ اب ذرا مسلمانوں کی آئندہ بے عملی و گمراہی کے متعلق ارشاد بھی سنیں۔ فرمایا :-

لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبرٍ و ذراعاً بذراعٍ حتی لو دخلوا جحر ضبٍ تبعتموھم ـ قیل یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ؟ قال فمن ؟

یعنی اے مسلمانو! تم اسلام کو چھوڑ کر یقیناً اپنے سے پہلے لوگوں کے نقشِ قدم پر پورا پورا چلو گے۔ ایسے کہ جیسے ایک بالشت دوسری بالشت کے برابر ہوتی ہے۔ اور جیسے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں بھی داخل ہوئے ہوں گے جو سخت تاریک بھی تنگ اور گندہ و تنگ ہوتا ہے تو تم بھی ان کی پیروی میں اس میں داخل ہوگے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! پہلی قوموں سے کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا ہاں اور کون ؟

(۳) ایسا ہی ارشاد فرمایا :-

لیاتین علیٰ اُمتی ما اتی علیٰ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل وان بنی اسرائیل تفرقت علیٰ ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق اُمتی علیٰ ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ ـ قالوا من ھی یا رسول اللہ؟ قال ما انا علیہ واصحابی (ترمذی)

یعنی ضرور بالضرور میری امت پر وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے۔ اسی طرح جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے ہم شکل و برابر ہوتی ہے ...... نیز بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ وہ سب آگ میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ فرمایا وہ فرقہ جو اس (تبلیغ کے) کام پر گامزن ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

(۴) نیز فرمایا یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقیٰ من القرآن الا رسمہٗ ـ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (مشکوٰۃ ص۳۸)

کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر ہدایت سے سراسر خالی اور ویران و بے آباد ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ فتنے ان علماء میں سے ہی نکلیں گے اور انہی پر پھر لوٹ جائیں گے۔ وہ فتنوں کا مرکز و منبع ہوں گے۔

(۵) ایسا ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بدء الاسلام غریباً وسیعود غریباً کہ اسلام پہلے کی طرح غریب ہو جائے گا اور پہلے کی طرح ایک اور محمدؐ کا محتاج ہوگا۔ قرآن دنیا سے اٹھ جائے گا تو وہ اسے واپس لائے گا۔

مگر مسلمان حضور کے ان ارشادات کو پسِ پشت پھینک کر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہ کام ان کا ہے۔ حالانکہ وہ تو فتنوں کا خود شکار ہیں۔ وہ قرآن کریم کی کیا حفاظت کر سکتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے دنیا میں کس طرح انقلاب لا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرما رکھا ہے انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہٗ لحافظون کہ ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ پس جس کام کو خدا نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اسے وہی سرانجام دے سکتا ہے۔ پس اس حفاظت کے لئے اس نے اپنا مامور بھیجنے کا وعدہ دیا ہے۔

قرآن کریم کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ ثمّ انّ علینا بیانہٗ کہ قرآنی علوم اور اس کے خزانوں کا حسبِ ضرورت اظہار ہم نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ نیز فرمایا لا یمسّہٗ الا المطھرون یہ قرآنی ضروری علوم لوگوں کی دسترس سے بالا ہیں۔ انہیں ہم صرف پاکیزہ لوگوں ہی پر ظاہر کیا کریں گے۔ پاکیزہ لوگوں کے سوا دوسرے ان علوم کو قرآن کریم سے اخذ کرنے پر قادر نہ ہوں گے

جناب خاں صاحب! آپ مسلمانوں کے فرقوں اور ان کے ایمان، اعتقاد، عمل، اتحاد، علم و یقین و معرفت و ہدایت کا حال آنحضرت صلعم کی زبانِ مبارک سے سن چکے ہیں۔ اور یہ بھی کہ ان میں سے صرف ایک ہی گروہ حق پر ہوگا۔ باقی سب گمراہ ہوں گے۔ ان کے علماء فتنوں کا مرکز ہوں گے۔ وہی اسلام کی کشتی کو بھنور میں پھنسانے کا موجب بنیں گے۔

اور یہ تو آپ خود جانتے ہی ہیں کہ اب مسلمان مذکورہ امور کے کھلی مصداق ہیں۔ رابطہ عالم اسلام کے کئی اجلاسات میں اس مجلس نے صاف صاف اعلانات میں اس امر کا اعتراف کر لیا اور اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ عالم اسلام واقعی مذکورہ احادیث کا پورا پورا مصداق ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق توڑ چکا ہے اور وہ اسلامی تعلیمات سے منحرف ہو چکا ہے۔ اور یہ علماء ربّانی کہلانے اور ورثۃ الانبیاء اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق اپنے آپ کو قرار دینے والے خود بے عمل اور گمراہ ہیں اور کسی طرح بھی مسلمانوں کے رہبر بننے کے اہل نہیں اور یہ کہ عالم اسلام کو خارجی حملوں سے بڑھ کر اندرونی علماء کی بے علمی، بے عملی، بدعملی اور بے یقینی کا حملہ درپیش ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کی اس مجلس نے دنیا کو بتا دیا ہے کہ عالم اسلام کا علاج پہلے ضروری ہے اور اس کا علاج یہ علماء نہیں ہیں بلکہ ان کا اور بیرونی حملوں کا علاج کسی مردِ ربانی کا محتاج ہے۔ اس مجلس کی تقریریں بہانگِ دہل اس امر کا اعلان کر رہی ہیں کہ مسلمان اس علاج سے قاصر ہیں۔ ضرورت ہے مصلح ربّانی کی۔

اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت صلعم کی خبریں و پیشگوئیاں رائگاں جائیں اور عین ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور کھڑا نہ ہو۔ جناب من وہ تو عین ضرورت وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے حسبِ سابق کھڑا کر دیا گیا اور وہ اپنا کام بھی کر گیا۔ اس کا وہ کام اب اس کی اس جماعت کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اس کے ساتھ کر دیا ہے۔ وہ مخالفین کے چیلنجوں کا جواب دینے اور ان کا ازالہ کرنے اور اسلام کی علمی و عملی حقیقتوں کو واشگاف طور پر پیش کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ یعنی جماعت احمدیہ۔ کیونکہ وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے۔ اور اسلام کا غلبہ جملہ تحریکوں مذاہب اور تہذیبوں پر اسی کے ذریعہ مقدر ہے دیگر مسلم عوام و علماء اس کام کو سرانجام دینے کے اہل ہرگز نہیں اگر وہ اہل ہیں تو انہوں نے اب تک اس کام کو کیوں سرانجام دے کر نہیں دکھایا اور اگر وہ اب تک اسے سرانجام نہیں دے سکے بلکہ انہوں نے اس کی طرف توجہ بھی نہیں کی تو وہ وقت کب آئے گا جب وہ اس کام کے اہل بنیں گے اور اپنا فرض ادا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ علم کے علاوہ عمل کے میدان میں وہ کبھی پورے اتر سکیں گے!

(باقی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میں بڑے یقین اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپؐ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپؐ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے اور چشمۂ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا آپؐ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپؐ کی ختمِ نبوت کو توڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس وہی مہر نبوت محمدیؐ نہ ہو ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختمِ نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور آپؐ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپؐ کی امت میں وہی مہر نبوت لے کر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہو گئی ہیں جن کو نورِ نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا اس کو سمجھ نہیں سکتے اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپؐ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے"

(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء ص۲)

موعودِ اقوامِ عالم

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت ۔ ابھیستھانم ادھرمسیہ تدا تمانم سرجامیہم

از ایم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل

قرآن مجید نے یہ امر بیان کیا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے اور اس کی پیدائش کی اہم غرض مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ میں یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ خدا کا عبد بن کر اس کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرے اور یہ بھی بتایا کہ انسان جب اپنی پیدائش کی اس اہم غرض کو پورا کرتے ہوئے اپنے خالق و مالک سے اپنا تعلق قائم کرتا ہے تو اشرف المخلوقات میں شمار ہوتا ہے اور جب اس غرض کو بھلا دیتا ہے اور خدا سے دُور ہو جاتا ہے اور منہ موڑ لیتا ہے تو اسفل المخلوقات میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ انسانوں کی اکثریت جب خدا کو بھلا کر مادہ پرستی میں مبتلا ہو جاتی ہے تو روحانی لحاظ سے یہ زمانہ ظلمت و تاریکی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جب جب بھی دنیا میں ظلمت چھائی۔ اور گناہوں کی کثرت ہوئی لوگ اپنے خالق و مالک کو بھول گئے تب تب ہی خدا نے اپنی مخلوق کی حالت پر رحم کھا کر نبی پیغمبر اوتار۔ رشی۔ منی ہادی اور رہنما بھیجے جنہوں نے آکر دنیا میں انقلابِ عظیم پیدا کیا۔ مخلوقِ خدا کو گناہوں اور پاپوں سے چھڑا کر نیکی کی راہوں پر چلایا اور ان کا تعلق اپنے خالق و مالک سے قائم کیا

حضرت کرشن جی مہاراج نے گیتا میں اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت
ابھیستھانم ادھرمسیہ تدا تمانم سرجامیہم

سنسکرت کے ان شلوکوں کا ترجمہ ایک اردو شاعر نے اس طرح لکھا ہے ؎

ہو جاتا ہے جب دھرم کو روئے زوال
پا جاتا ہے جب ادھرم اوج کمال
اس وقت ہوا کرتا ہوں میں بھی ظاہر
اے راجہ بھرت کی بانبارڈی کے لال
جو نیک ہیں ان سب کو بچانے کیلئے
جو بد ہیں تضا ان کی بلانے کیلئے
ظاہر ہر ایک جگ میں ہوتا ہوں میں
دنیا کو دھرم پر چلانے کیلئے

قرآن مجید اور دیگر دھارمک اور مذہبی کتابیں جہاں یہ بتاتی ہیں کہ ظلمت اور تاریکی کے دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہاپرش اور رہنما آتے رہے ہیں وہاں قریباً سب مذہبی کتابیں اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اس سنسار میں ایک گھور اندھکار اور ظلمت کا زمانہ آنے والا ہے۔ جس کو ہندو دھرم پستکوں میں کل یگ کا زمانہ بتایا گیا ہے۔ اور قرآن مجید و احادیث میں آخری زمانہ اور قیامت کا زمانہ قرار دیا ہے اور علمائے اسلام نے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ امر مستنبط کیا ہے کہ یہ زمانہ چودھویں صدی ہجری کا زمانہ ہے

ان ہر دو عظیم مذاہب کی مقدس کتابوں نے جہاں ایک گھور اندھکار کا سمے آنے کی خبر دی ہے وہاں یہ بھی خوشخبری دی ہے کہ اس کل یگ کو ست یگ سے بدلنے کے لئے ایک اوتار اور ایک مہان ہستی کا ظہور ہوگا یہ مہاپرش آکر لوگوں کو پھر سے نیکی پر قائم کرے گا اور ظلمت و تاریکی کو دور کر کے دھرم کی ستھاپنا کرے گا۔ چنانچہ ویدک دھرم پستکوں میں اس اوتار کو کلکی اوتار کا نام دیا گیا ہے۔ قرآن مجید و احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری زمانہ میں ظہورِ ثانی ہوگا۔ یہ ظہور روحانی رنگ کا ہوگا۔ یعنی آپؐ کا ایک کامل متبع اور خادم دنیا میں آئے گا اور لوگوں کو ہدایت اور سچائی کا رستہ دکھائے گا۔ اس آنے والے کو سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح اور امام مہدی کے نام سے یاد فرمایا ہے اور قرآن مجید میں اس کا نام احمد رکھا گیا ہے

اسلام اور ویدک دھرم کے علاوہ دیگر مذاہب (مثلاً عیسائی مذہب۔ یہودی مذہب بدھ دھرم۔ پارسی دھرم سکھ دھرم) میں بھی اس قسم کی پیشگوئیاں موجود ہیں کہ آخری زمانہ میں اس سنسار میں اندھکار پھیل جائے گا تب ایک عظیم الشان مصلح کا ظہور ہوگا اور اس آنے والے مصلح کا نام مسیح۔ بدھ۔ میتریا اور کلنکی اوتار بتایا گیا ہے۔

یہ مضمون اس امر کا تو حامل نہیں کہ میں مذکورہ مذاہب کی تمام پیشگوئیوں کو بالتفصیل درج کروں۔ اس لئے دو اہم مذاہب یعنی اسلام اور ہندو مذہب کی کتابوں میں بیان کردہ پیشگوئیوں کا کچھ حصہ بیان کروں گا

مہابھارت ہندوؤں کی ایک نہایت ہی مسلّمہ اور مستند کتاب ہے اس میں کل یگ کے حالات کا ان الفاظ میں تذکرہ ہے

"کل جگ کے دور میں اندھادھند ادھرم (بے دینی) کی عملداری رہتی ہے جھوٹ۔ فریب۔ ہتیا۔ غصہ۔ لالچ وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ انسان کو خراب اعمال سے رغبت اور نیک اعمال سے نفرت ہوتی ہے۔ جپ تپ پوجا پاٹھ۔ برت۔ ہون ایسے تمام کام براہمن تک چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور دُودھ کا کیا ذکر خوردنی چیزوں کا امتیاز نہیں رہے گا۔ کشتری لوگ رعیت پروری سے متنفر رہتا ہے۔ جرأت اور بہادری کھو بیٹھتے ہیں۔ سادھوؤں اور سنتوں کی خدمت گزاری سے کچھ کام نہیں رہتا اگر فکر ہوتا ہے تو یہ کہ جس طرح سے روپیہ ہاتھ آئے۔ دولت ہی کے فکر میں اندھے رہتے ہیں۔ رذیل لوگوں کا عروج ہوتا ہے۔ کم عمر لڑکیاں صاحب اولاد ہو جاتی ہیں۔ آٹھ برس کی عمر میں حمل رہ جاتا ہے درختوں کی باآوری کم ہو جاتی ہے گایوں کا دودھ گھٹ جاتا ہے۔ اوقاتِ مناسب پر پانی نہیں برستا۔ امساکِ باراں سے قحط عالمگیر ہوتے ہیں۔ ناخن اور بال بڑھا کر لوگ مہاتما بن بیٹھتے ہیں۔ برہمچاری خوب مال مارتے ہیں۔ گوشت کھاتے شرابیں اڑاتے ہیں۔ براہمن اور عالم رذیلوں سے فخر کے ساتھ دان لیتے ہیں۔ صادق الاعتقاد اور نیک لوگوں کو چین نہیں ملتا۔ پاپی بے فکری سے بہت دنوں تک زندہ رہتے ہیں عورتوں کا چلن بگڑ جاتا ہے۔ خاوندوں کے ہوتے نوکروں سے ملتفت ہوتی ہیں مرد حسین بی بی سے التفات نہیں کرتے زنانِ بازاری کو گلے کا ہار بنا لیتے ہیں۔ شراب خانے آباد رہتے ہیں۔ عبادت خانے سنسان ہوتے ہیں جہاں پہلے دھرم ہوتے تھے وہاں بدفعلیوں کی گرم بازاری رہتی ہے"

(مہابھارت انوشاسن ادھیائے ۱۸۹)

پھر لکھا ہے :-

"جس وقت کلجگ آگیا سمجھ لیجئے ہم دنیا کی ہوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ وہ وہ گناہ ہوں گے کہ زمین کانپ اٹھے گی لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھیں گے۔ رضاجوئی، فرمانبرداری کیسی! عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم رکھیں گی۔ ریت رت کجا۔ پوجا پاٹ، دھرم کرم جپ ہاؤں سے مٹ جائیں گے۔ لوگ ادھرم کریں گے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے۔ جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا تو بھگوان کو تکلیف کرنا پڑے گی کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھائیں گے۔ پاپ کی ناؤ ڈبو دیں گے"

(مہابھارت ادھیائے ۱۹۰)

شریمد بھگوت گیتا میں لکھا ہے :-

کل جگ میں لوگ سچائی اور دھرم چھوڑنے کی وجہ سے کمزور ہوں گے اور عمر کم ہوگی اور کرم دھرم سب چھوٹ جائیں گے۔ اور بادشاہ بھاری لگان بہت لیں گے اور بارش کم ہوگی۔ جس کی وجہ سے اناج گراں رہے گا۔۔

۔۔۔ لوگ تھوڑی عمر ہونے پر بھی آپس میں فساد اور جھگڑا کریں گے۔ اور اپنا دھرم چھوڑ کر جھوٹی قسمیں کھائیں گے اور جھوٹی گواہی پیسے کی خاطر دیں گے۔ اور پاپ اور پُن کا خیال اور نیک و بد کی پہچان جاتی رہے گی۔ براہمنوں کے لئے نشانی نہ رہے گی۔ دھن والے کی خاطر لوگ جان دیں گے۔ اور اونچ نیچ کا کوئی خیال نہ رہے گا۔ اور بیوپار میں دھوکا ہوا کرے گا۔ لوگ اپنے سر پر جٹیں بڑھا کر اپنے آپ کو برہمچاری کہلائیں گے۔ غریب آدمی پیسے والے کو اونچی ذات کے سمجھیں گے۔ جھوٹ بولنے والا سچا اور عقلمند کہلائے گا۔۔۔۔ ملک میں چور ڈاکو زیادہ ہو کر لوگوں کو تنگ کریں گے۔ اور تکلیف پہنچائیں گے۔ بادشاہ چوروں سے مل کر رعیت کا مال و زر چھین لیا کریں گے۔۔۔۔۔ لڑکے ماں باپ کی سیوا چھوڑ کر سسرال کے آدمیوں کی سیوا کر کے بہت خوش ہوں گے۔ اپنے نزدیک کے تیرتھوں کو چھوڑ کر دور کے تیرتھ اچھے سمجھیں گے اور وہاں جایا کریں گے تیرتھوں کے پھل کا کوئی پختہ تعین نہیں ہوگا۔

(شریمد بھاگوت بارہواں اسکندھ صفحہ ۶۲۲)

مذہبِ اسلام میں قرآن مجید کا مقام اول نمبر پر ہے اور اس کے بعد احادیث اور اقوالِ بزرگان

ہیں۔ قرآن مجید کی سورۂ تکویر میں آخری زمانہ کی بہت سی علامات بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اس وقت سورج لپیٹ دیا جائیگا قرآن مجید میں دوسری جگہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج قرار دیا گیا ہے۔ سورۂ تکویر کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمان آنحضرت صلعم کی تعلیم کو لپیٹ کر رکھ دیں گے۔ اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے پھر لکھا ہے کہ نجوم یعنی آنحضرت صلعم کے صحابۂ کرام کی سیرت بھی گدلی پڑ جائے گی اور اس پر بھی مسلمانوں کا عمل نہیں رہے گا پھر فرمایا اس آخری زمانہ میں اونٹنیوں کی سواری ختم ہو جائے گی اور اس کی جگہ نئی نئی سواریاں ایجاد ہو جائیں گی۔ وحشی لوگ متمدن ہو جائیں گے۔ اور اس زمانے میں اس رنگ میں دریا پھاڑ دئے جائیں گے کہ ان کا پانی نکال کر دوسرے دریاؤں یا نہروں میں ملا دیا جائیگا۔ اس زمانہ میں سفر آسان ہو جائیں گے اور مختلف ممالک کے لوگ تیز رو سواریوں کی وجہ سے آپس میں ملنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس زمانے میں پریس کی ایجاد ہوگی اور بے شمار کتابیں رسالے اور اخبار پھیل جائیں گے۔ علم ہیئت کی بے حد ترقی ہوگی اور سائنسدان آسمان کی کھال اتاریں گے۔ اور اس زمانے میں گناہ بہت بڑھ جائیں گے جن کی وجہ سے دوزخ انسان کے قریب ہو جائے گا۔ انہی حالات کے رونما ہونے پر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور ثانی ہوگا۔

احادیث میں آخری زمانے کے حالات کا تذکرہ بڑی وضاحت سے موجود ہے لکھا ہے کہ

"ایسا زمانہ آنے والا ہے جب اسلام صرف نام کا رہ جائے گا۔ قرآن مجید صرف رسم کے طور پر پڑھا جائے گا۔ مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اور اس زمانہ کے علماء بدترین خلائق ہوں گے۔ انہی میں سے فتنے نکلیں گے اور انہی میں لوٹ کر جائیں گے۔" (مشکوٰۃ کتاب العلم)

پھر لکھا ہے آخری زمانہ میں عابد جاہل ہوں گے قاری لوگ فاسق ہوں گے۔ میاں بی بی کی اطاعت کرے گا۔ لیکن ماں کی نافرمانی کرے گا۔ مسجدوں میں شور ہوگا۔ گانے والیاں ظاہر ہوں گی۔ حرامی اولاد بہت ہوگی۔ مرد عورت سے برسر راہ زنا کرے گا...... عالم اس لئے علم سیکھیں گے کہ روپیہ پیسہ پیدا کریں۔ لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کریں گے۔ خطباء بہت ہوں گے امر بالمعروف کم ہوگا۔ قرآن مجید کو آراستہ کریں گے (اس پر عمل نہیں کریں گے) مسجدوں میں نقش و نگار بنائیں گے۔ دل ویران ہوں گے شراب پی جائے گی عورت شوہر کی تجارت میں شریک ہوگی۔ مرد عورتوں کی شکل بنا دیں گے عورتیں مردوں کی ہم شکل ہوں گی۔ باپ کی نافرمانی کریں گے۔ راستوں میں شراب پئیں گے۔ رشوت لیں گے۔ جوا کھیلیں گے۔ طبلے۔ باجے۔ مزامیر بجائیں گے۔ محتاجوں کو زکوٰۃ نہ دیں گے بیگناہ کو قتل کریں گے۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۸۳ تا ۸۵ بحوالہ ابو نعیم - ترمذی شریف وغیرہ)

مقدس کتابوں میں تحریر کردہ ان علامات کو سامنے رکھیں اور پھر موجودہ زمانہ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ موجودہ زمانہ ہی وہ تاریکی کا زمانہ ہے جس کی خبر مختلف مذہبی کتابوں میں دی گئی ہے۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں کسی مہاپرش کو ظاہر ہو کر اس گھور اندھکار اور ظلمت کو دور کرنا چاہئیے۔

چنانچہ جب ہم زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ یہی وہ اندھکار کا زمانہ ہے جس کی خبر ویدک گرنتھوں نے دی اور یہی وہ آخری زمانہ ہے جس کی بابت قرآن مجید اور احادیث نے تذکرہ کیا۔ اس بارہ میں صرف چند معزز و مقتدر ہندو مسلم ہستیوں کی تحریریں پیش کر دیتا ہوں جو بزبان حال پکار پکار کر اس امر کی گواہی دے رہی ہیں کہ کلجگ اور تاریکی و اندھکار کا زمانہ یہی ہے۔ اور اسی زمانہ میں کسی مصلح کا آنا ضروری ہے

ملاپ کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:-

"مجھے اس وقت چاروں طرف راکھشس پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں لاکھوں برس پہلے جن راکھشسوں کو سری رام نے بھگا دیا تھا وہ آج اتنے بڑھ گئے ہیں کہ آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف وہی دکھائی دیتے ہیں۔ گھر گھر میں دویش اگنی (عداوت کی آگ) جل رہی ہے چھوٹے بڑوں کو اور بڑے چھوٹوں کو کھا رہے ہیں۔ غریبوں کی جھونپڑیاں اکھڑ رہی ہیں۔ نہ بادشاہ کے دل میں چین ہے نہ مفلس کو اطمینان قلب حاصل ہے۔ آرام طلبی کا راجیہ ہو چکا ہے۔ دوسروں کے خون چوس کر اپنے جسم کی پرورش کرنے کا جذبہ پورے جوبن پر ہے۔ فساد کی آگ روشن ہے۔ وبھچار (زنا) کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ جھوٹ۔ دغا۔ فریب اور مکاری کی اگنی میں لوگ بھسم ہو رہے ہیں۔ وہ محبت۔ وہ پریم۔ وہ الفت وہ چاہت کے محل پیٹ کے کوہ آتش فشاں کے لاوے میں بہہ گئے۔ راجا پرجا کا سمبندھ ٹوٹ گیا ہے۔ غرضیکہ راکھشسی بھاؤں (وحشیانہ جذبات) نے دنیا کو ایک عالمگیر اگن کنڈ میں تبدیل کر دیا ہے اور بھارت ورش تو خاص طور پر بہشت کی جگہ دوزخ بن چکا ہے۔"

(ملاپ نومبر ۱۹۳۱ء)

ایک اور اخبار لکھتا ہے:-

"آج بھارت واسیوں کے دل سے ایشور وشواش (خدا پر ایمان و یقین) اٹھ گیا ہے۔ آج ہمارے نوجوان مذہب مردہ باد کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ برت سے چڑ ہے۔ بھوک ہڑتال کرتے ہیں۔ مندروں کو ضبط کرنے کی دھمکی دیتے ہیں۔ لیکن اگر ایشور کے نام پر برت تو آج بھارت ورش کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔" (اخبار انند سمت ۱۹۲۸)

ہر دیال پرشاد صاحب ویر بھارت میں گیتا کا مشہور شلوک "یدا یدا ہی دھرمسیہ" کا ترجمہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ بھگوان اگر آپ کا یہ فرمان سچ ہے تو کیا ابھی تک دھرم کی ہانی اور دھرم کی گلانی میں کوئی کسر ہے آج جو لوگ نیک دھرم پر چلنے والے دل میں تمہارا خوف رکھنے والے ہیں اور قانون پر چلنے والے ہیں وہ بیوقوف۔ سادہ لوح اور پاگل کہلاتے ہیں اور جگہ جگہ دھکے کھاتے ہیں جو لوگ چالاک۔ شاطر۔ چلتے پرزے۔ مکار فریبی اور سینہ زور ہیں وہ آپ کی اس دنیا میں کامیاب ہیں۔ چودھری بنے پھرتے ہیں۔ لیڈر کہلاتے ہیں اور من مانی کرتے اور بھگوان اور دھرم کا ذرہ بھی خوف نہیں کھاتے...... رشوت ستانی۔ بلیک مارکیٹ اور کنبہ پروری کا زور ہے۔ دھرم کا نام لے کر ادھرم کے کام کئے جاتے ہیں۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ بُروں کو کوئی ڈنڈ (سزا) نہیں دیتا۔ ڈنڈ ملتا ہے تو ان لوگوں کو جو بے قصور اور بے گناہ ہوتے ہیں قصوروار بدستور دندناتے پھرتے ہیں۔ بھگوان تیری اس دنیا میں ہمیں تو چاروں طرف اندھکار ہی اندھکار دکھائی دیتا ہے۔ ہر طرف دھرم کی ہانی اور دھرم کی گلانی نظر آتی ہے۔ مگر اس کے باوجود تم نہیں آتے۔ آخر کیوں...... بھگوان اب تو ہی ان کو سیدھی راہ دکھا۔ تو ہی انہیں ان کا فرض یاد دلا۔ جو اپدیش تو نے ارجن کو دیا تھا۔ اس اپدیش کی ضرورت آج بھارت کے ان مالکوں اور حاکموں کو ہے انہیں گیتا کا گیان دے۔ اور ان کے دلوں میں کرتویہ پالن کی بھاونا پیدا کر۔"

(ویر بھارت جنم اشٹمی نمبر ستمبر ۱۹۵۰ء)

قوم مسلم بھی اسی طرح چیخ و پکار کرتی نظر آتی ہے اور کسی امام کی آمد کی منتظر ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے اور وہ دور آ گیا ہے جس میں ایک مصلح کی ضرورت تھی۔

مسلمانوں کے مسلمہ فلاسفر اور قومی شاعر ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب فرماتے ہیں ؎

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

اخبار زمیندار میں ایک طویل نظم "ایک مصلح کی آمد" کے عنوان سے چھپی تھی جس کا آخری شعر یہ تھا ؎

آنے والے آ۔ زمانے کی امامت کے لئے
مضطرب ہیں تیرے شیدائی زیارت کے لئے

(زمیندار ۹ مارچ ۱۹۱۵ء)

اہل حدیث جماعت کے مسلمہ لیڈر و محقق جناب نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ کے بارہ میں جو نشانیاں اور علامات احادیث میں لکھی گئی ہیں وہ سب کی سب موجود ہیں بلکہ دن بدن بڑھ رہی ہیں" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۵۹)

پھر لکھتے ہیں:-

"محمد بن حنیفہ سے روایت ہے کہ یقوم المھدی سنۃ مائتین (مہدی سن دو سو میں قائم ہوگا) اسی طرح جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے کہ مہدی سن دو سو میں نکل کھڑے ہوں گے۔ یعنی بعد ہزار ہجری کے۔ ابی قبیل [illegible] ہے کہ مہدی سن دو سو چار (تیرہویں صدی) میں نکل کھڑا ہوگا اس حساب سے ظہور مہدی کا تیرھویں صدی میں ہونا چاہئیے تھا مگر یہ صدی پوری گزر گئی مہدی نہ آئے اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گزر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل و رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ برس کے اندر مہدی ظاہر ہو جاویں"

(اقتراب الساعۃ)

ہندوستان کے علاوہ تمام ممالک اسلامیہ مصر و شام وغیرہ میں بھی مسلمان ایک مرد خدا امام مہدی کی انتظار میں ہیں جو مسلمانوں کی بگڑی کو بنا دے۔ دہلی کے مشہور صوفی خواجہ حسن نظامی صاحب نے ممالک اسلامیہ کی سیاحت کے بعد لکھا تھا:-

"ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے شائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو امام مہدی کا بڑی بیتابی سے منتظر پایا شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسی ۱۳۳۰ ہجری میں امام ممدوح ظاہر ہو جائیں گے"

پھر خواجہ صاحب فرماتے ہیں:-

"کیا عجب ہے کہ یہ وہی وقت ہو اور ۱۳۳۰ھ میں سنوسی کی خبر کے مطابق حضرت امام مہدی کا ظہور ہو جائے اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا تو ۱۳۴۰ھ تک تو ظہور بالکل یقینی ہے کیونکہ متعدد بزرگوں کی پیشگوئیوں کو ملایا جائے تو ۱۳۴۰ھ تک سب کا اتفاق ہو جاتا ہے..." (شیخ سنوسی صفحہ ۳۰)

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں دھارمک پستکوں میں درج علامات پوری ہو رہی ہیں وہاں لوگ بھی اس مصلح اور ریفارمر کے انتظار میں ہیں جس نے مفاسد کی اصلاح کرنی تھی۔ چنانچہ وہ مصلح تمام دھارمک

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسرِ صلیب

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلّغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

مخبر صادق سیّدنا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کام کسرِ صلیب بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:۔

والّذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا فیکسر الصّلیب و یقتل الخنزیر و یضع الحرب۔

(بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ بن مریم)

یعنی مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ضرور مسیح نازل ہوں گے جو حکم وعدل بن کر تمہارے اختلافات کا فیصلہ کریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کرینگے اور جنگ کو موقوف کریں گے۔

اِس حدیث کی شرح لکھنے والے علماءِ سلف نے کسرِ صلیب سے مراد از روئے دلائل صلیبی مذہب کا بطلان قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ بدرالدین العینی شارح صحیح بخاری تحریر فرماتے ہیں:۔

المُراد من کسر الصلیب اِظہارُ کذب النصارٰی حیث ادّعوا انّ الیہود صلبوا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام علی خشب۔ اخبر اللّٰہ تعالٰی فی کتابہ العزیز بکذبھم و افتراءھم۔

(عینی شرح بخاری جلد ۵)

یعنی کسرِ صلیب سے مراد نصاریٰ کے جھوٹ کا اظہار ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کے مدّعی ہیں کہ یہود نے مسیحؑ کو کاٹھ پر لٹکا کر مصلوب کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی کہ یہ ان کا جھوٹ اور افتراء ہے کہ مسیحؑ صلیب پر مارے گئے۔

مذکورہ حدیثِ نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا ظہور صلیبی مذہب کے غلبہ کا وقت ہوگا اس لئے ان کا عظیم کام کسرِ صلیب یعنی بطلانِ عیسائیت قرار دیا گیا تھا۔

صلیبی مذہب کا غلبہ

یہ ایک تاریخی اور ناقابلِ فراموش حقیقت ہے کہ اُنیسویں صدی عیسوی کے آخر اور بیسویں صدی کے ابتداء میں دُنیا کے تمام مذاہب کا اور خصوصًا عیسائیت کا یہ نصب العین تھا کہ مذہب اسلام کو صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے۔ ساری دُنیا کے عیسائیوں اور اُن کے منادوں نے منظم رنگ میں فرزندانِ اسلام کو عیسائیت کے حلقہ بگوش کرنے اور تثلیث کے باطل عقیدے کے پرستار بنانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی اور انہیں اپنے مقصد کی تکمیل میں اتنا یقین تھا کہ وہ یہاں تک دعویٰ کرنے لگے تھے کہ قاہرہ۔ دمشق اور تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے بھرے نظر آئیں گے حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی کعبۃ اللہ تک پہنچ گی۔ اور عیسائی مبلغین اور ان کے پادری مکہ کے شہر اور خاص کر کعبہ کے حرم میں داخل ہوں گے۔ (دیکھئے بیروز لیکچرز ص۴۲)

عیسائی مناد اپنے مشن کی کامیابیوں کو دیکھ کر دعویٰ کر بیٹھے تھے کہ:۔

"All the progress which the 19th century has achieved, appears to many christians, but a faint prophecy of the christians victories which await the 20th."

(Barrows Lectures P. 23)

یعنی وہ تمام ترقی جو عیسائیت کو انیسویں صدی میں نصیب ہوئی ہے وہ بہت سے عیسائیوں کے نزدیک ان فتوحات کی محض ایک خفیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسویں صدی میں ملنے والی ہے۔

اس زمانے میں ہر عیسائی پادری اور اس کی تنظیم کے پیچھے حکومت برطانیہ کی مشینری کام کر رہی تھی۔ اس وقت کے پادری یہ یقین کر چکے تھے کہ اب عیسائیت حکومت کے زیر سایہ ساری دُنیا میں محیط ہو جائے گی۔

کاسرِ صلیب کی آمد

ایسے ہی خطرناک موقعہ پر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو کاسرِ صلیب اور فاتحِ عیسائیت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے آکر عیسائیوں کے اس خواب وخیال کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ اور ان کی تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور عیسائیت کی اس عمارت پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ عیسائیت کی یہ عمارت کھنڈرات میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ اس اجمال کی تفصیل بہت دلچسپ اور ازدیادِ ایمان کی باعث ہے۔

صلیبی مذہب کا بنیادی عقیدہ

موجودہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ تمام بنی آدمؑ موروثی گناہ کا بوجھ لیکر اس عالمِ وجود میں آتے ہیں۔ اس موروثی گناہ سے انسان کو دائمی نجات دینے کے لئے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے بنی نوع انسان کے تمام گناہوں کو اپنے سر پر اُٹھایا۔ اور گنہگاروں کی جگہ خود لعنتی بنے اور اس لعنت کا طوق لے کر صلیب پر جان دے دی۔

غرض موجودہ عیسائیت کی بنیاد حضرت مسیح کی صلیبی موت پر ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو صلیبی موت کے بعد ان کے دوبارہ جی اٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس صورت میں موجودہ عیسائیت ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ پولوس نے خود لکھا ہے کہ:۔

"اگر مسیح جی نہیں اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ۔"

(۱۔ کرنتھیوں ۱۴:۱۵)

اسی طرح عیسائیت کے مشہور امریکن مناد پادری زویمر اپنی عربی تصنیف "السِّرُّ العجیبُ فی نخر الصلیب" میں لکھتے ہیں:۔

"فاذا کان ایماننا ھذا خطأً کانت مسیحیّتُنا بِجُملتھا باطلۃً۔" (ص۴۲)

یعنی مسیح کا صلیب پر مرنا ثابت نہ ہو تو پھر ہماری ساری عیسائیت باطل اور جھوٹی ہو کر رہ جاتی۔

حضرت کاسرِ صلیب کی للکار

حضرت کاسرِ صلیب نے اہلِ صلیب کو اُن کی شہ رگ سے پکڑا۔ اور یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دوگے اور عیسائیوں کے دِلوں میں نقش کر دوگے تو اس دن سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دُنیا سے رخصت ہُوا۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اُن کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے؟ چونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدوں کے موافق تو آیا ہے۔ وکان وعد اللّٰہ مفعولًا۔" (روحانی خزائن جلد۳ ص۴۰۲)

نہ صرف یہ کہ آپ نے یہ اعلان فرمایا بلکہ اناجیل اور کتب اہلِ قدیم اور تاریخی شواہد سے ایسے یقینی اور قطعی طور پر ثابت فرمایا کہ اب کسی عیسائی کو لب کشائی کی گنجائش نہیں رہی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر کسرِ صلیب کی اس مہم کو کس طرح سر کیا۔ یعنی اناجیل وغیرہ کی روشنی میں حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کو کس طرح ثابت فرمایا۔

صلیبی واقعہ کی تفصیل

اناجیل اربعہ کی روشنی میں صلیبی واقعہ کی تفصیل یوں نظر آتی ہے کہ مسیحؑ جس حاکم کے سامنے پیش کئے گئے تھے جس کا نام پلاطوس تھا مسیحؑ کا خیر خواہ تھا۔ اُس نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ مسیحؑ کو اس عذاب سے بچائے۔ اس بارے میں انہوں نے جو تدبیر کی تھی وہ یہ ہے کہ جس دن مسیحؑ کو صلیب دیا جانا مقرر کیا گیا تھا اس کا دوسرا دن یہودیوں کیلئے ایک خاص تہوار بھی تھا اور یہ دن غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا تھا۔ اس موقعہ پر ہر سال رومی حکومت یہود کو خوش کرنے کے لئے ایک قیدی کو چھوڑا کرتی تھی۔ اس تقریب کی وجہ سے پلاطوس نے بہت کوشش کی تھی کہ اس رعایت کے پیش نظر مسیحؑ کو رہا کر دیا جائے۔ لیکن یہودیوں نے اس تجویز کو نہیں مانا۔

(۲) اسی اثناء میں پلاطوس کی بیوی نے خواب دیکھی کہ فرشتے بار بار آکر یہ کہتے رہے کہ یہ شخص بے گناہ ہے۔ اسے سزا نہ دی جائے۔ ورنہ مر جاؤ گے (متی ۱۹:۲۷) اِس خواب نے پلاطوس پر اور زیادہ اثر کیا۔ لیکن اپنی تمام کوششوں کے باوجود بالآخر یہودیوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر انہیں صلیب کی سزا سُنانی ہی پڑی۔

(۳) جب وہ مسیحؑ کو لے کر صلیب کے مقام پر پہنچے تو انجیل سے پتہ لگتا ہے کہ اس وقت چھٹا گھنٹہ آگیا تھا۔ یعنی اس زمانہ کے لحاظ سے تین اور چار بجے شام کا وقت تھا۔ اور مغرب سے خصوصی سبت کے تہوار کا دن شروع ہو جاتا تھا۔ یہودیوں میں یہ بات مشہور تھی کہ اگر کوئی اس سبت کے دن صلیب پر لٹکا رہے تو خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔

(۴) چنانچہ دو تین گھنٹہ کے بعد ہی پلاطوس نے یہودیوں کو توجہ دلائی کہ اگر یہ صلیب پر لٹکا رہا اور سبت کا خصوصی دن شروع ہو گیا تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

(۵) ادھر خدا تعالیٰ نے یکدم ایسی زور کی آندھی چلائی جس سے چاروں طرف تاریکی چھا گئی۔ (مرقس ۱۵:۳۳) یہ دیکھ کر یہودی اور بھی ڈر گئے۔ چنانچہ انہوں نے پلاطوس سے درخواست کی کہ اب ان کو اتار دیا جائے۔ (یوحنا ۱۹:۳۱)

اس طرح مسیحؑ کے صلیب پر لٹکے رہنے کا کُل وقت تین ساڑھے تین گھنٹے بنتا ہے۔ اس مختصر وقت میں صلیب پر کوئی مر نہیں سکتا۔

(۶) حضرت مسیحؑ کو صلیب پر سے اتارنے کے بعد مسیحؑ کا جسم آپ کے دوستوں کے سپرد

کیا گیا تھا دشمنوں کے نہیں۔ (یوحنا ۳۸: ۱۹)

(۷) پھر یہ بھی قاعدہ ہوتا تھا کہ جو لوگ صلیب پر سے زندہ اتارے جاتے تھے اُن کے پاؤں کی ہڈیاں توڑی جاتی تھیں مگر پہریداروں نے جو آپؑ کے مرید تھے آپؑ کی ہڈیاں نہیں توڑیں۔

(۸) جب حضرت مسیحؑ کو صلیب پر سے اتارا گیا تو ایک سپاہی نے آپ کی پسلی میں آہستہ سے نیزہ مار کر دیکھا تو اس میں سے خون اور پانی یعنی بہتا ہوا خون نکل آیا۔ (یوحنا ۳۴: ۱۹) ایک مردہ جسم سے خون کا نکلنا امر محال ہے۔

(۹) حضرت مسیحؑ کو صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد یوسف آرمیتیہ نے اُن کو ایک قبر نما کمرے میں لے جا کر رکھ دیا۔ وہ قبر ایک کھلی کوٹھڑی تھی۔ جو چٹان میں کھودی ہوئی تھی۔ (متی ۶۰ : ۲۷) تاکہ لوگوں کو شبہ نہ ہو اور ہوا کی آمد و رفت بھی جاری رہے۔

(۱۰) حضرت مسیحؑ اس قبر نما کمرہ میں تین دن رات آرام کرنے کے بعد بھیس بدل کر باہر نکلے جب وہ اپنے حواریوں کے پاس آئے تو انہیں یقین نہیں آیا۔ اس پر آپ نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے مچھلی کا ایک ٹکڑا اور کچھ شہد کھانے کو دیا۔ اور آپ نے اُن کے سامنے اُسے کھایا نیز اپنے شاگردوں کو اپنے زخم دکھلائے اور انہیں یقین دلایا کہ آپؑ مسیح ہی ہیں۔ کوئی رُوح نہیں۔ (یوحنا باب ۲۰: ۲۴ تا ۲۹)

ان تمام واقعات اور حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر سے زندہ اُتارے گئے تھے۔ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ صلیب پر فوت ہو جانا اور تین دن مردہ رہنا اور اس کے بعد زندہ آسمان پر اٹھایا جانا وغیرہ تمام قصے اور کہانیاں ہیں جن پر عیسائی عقائد کا دار و مدار اور عیسائیت کی بنیاد ہے۔ لہذا یہ سب غلط ثابت ہوئے۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ زندہ بچ نکلے تھے تو پھر اس کے بعد آپ کہاں گئے؟

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف تاریخی شواہد اور ناقابلِ تردید دلائل سے یہ ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد مشرقی علاقہ کی طرف نکل گئے تھے اور فارس افغانستان۔ تبت وغیرہ ہوتے ہوئے کشمیر چلے گئے اور کشمیر میں ۱۲۰ سال کی عمر پا کر وفات پا گئے اور آپ کی قبر سری نگر کے محلہ خانیار میں موجود ہے۔

نئے انکشافات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس انکشاف کے بعد مختلف محققوں اور مورخوں نے جدید انکشافات اور نئی نئی تحقیقات کے ذریعہ اس حقیقت کو اور زیادہ واضح رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا کہ حضرت یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ صلیبی واقعہ کے بعد آپ مشرق کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ دستاویزِ قمران۔ صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد آپ پر لپیٹے گئے کفن پر کی گئی تحقیقات۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں شائع شدہ یسوع مسیح کے بوڑھاپے کی تصاویر یہ سب انہیں انکشافات کی کڑیاں ہیں۔ بالفاظِ دیگر تابوتِ عیسائیت پر لگائی جانے والی کیلیں ہیں۔

حال ہی میں مدراس سے نکلنے والے کثیر الاشاعت انگریزی روزنامہ کی مورخہ ۳ فروری ۷۳ء کی اشاعت میں مسٹر او۔ این۔ کول نے CHRIST WAS BARIED IN KASHMIR (یسوع مسیح کشمیر میں مدفون ہوئے) اور GERMAN DIARIES THROW NEW LIGHT (جرمن دستاویزات نئی روشنی میں) کے دوہرے عنوان پر اس سلسلہ میں تاریخی شواہد کی مدد سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔

جوں جوں زمانہ گذرتا رہا صلیب ٹوٹتی جا رہی ہے۔ اور اس کا آغاز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سرِ صلیب کے ذریعہ ہوا تھا۔ گویا کہ بقول پولوس (۱۔ کرنتھیوں: ۱۴: ۱۵) اگر مسیح جی نہیں اٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ، عیسائیوں کی منادی بھی بے فائدہ اور ان کا ایمان بھی بے فائدہ ثابت ہوا ہے۔ اور بقول زوئمر مسیح کا صلیب پر مرنا ثابت نہ ہو تو پھر ہماری ساری عیسائیت باطل اور جھوٹی ہو کر رہ جاتی، اب بطلانِ عیسائیت کے لئے، کسرِ صلیب کے لئے کس چیز کی کمی باقی رہ گئی ہے ــــــ!!

عیسائی حلقوں کا اعتراف

آج عیسائیت کے تمام مروّجہ عقائد کو ہدفِ اعتراض بنایا جا رہا ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے اگر کوئی عیسائی عیسائیت کے کسی عقیدے پر اعتراض کرتا تھا تو چاروں طرف سے چرچ اُسے گھیر لیتا تھا اور اس کا جینا دوبھر ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ بعضوں کو زندہ جلا دیا گیا تھا۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ بعض عیسائی فرقوں نے عیسائی عقائد اور ان کے مروّجہ طور و طریق کے خلاف ریزولیشن پاس کر کے کھلم کھلا اعتراضات شروع کر دیئے ہیں۔ حتیٰ کہ عیسائی حلقوں میں یہ خوف پیدا ہو گیا ہے کہ اگر فوری طور پر عیسائیت کو اس کے مروّجہ غلط عقائد سے پاک نہ کیا گیا تو عیسائیت ختم ہو جائے گی۔ وہ کہنے لگے ہیں کہ:-

"Now is the time to renew while there are still people in the Church to renew with."

یعنی اب جبکہ لوگ چرچ (عیسائیت) میں موجود ہیں اس وقت عیسائیت کی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ یعنی ان غلط عقائد سے تنگ آ کر اگر لوگ عیسائیت ترک کر دیں گے تو اس کے بعد اس کی اصلاح کے کوئی معنے نہیں۔

(CHRISTIAN CENTURY By Bishop Pike)

ایک کیتھولک ہفت روزہ "De neiunue hinie" کے ایڈیٹر ریونڈ جوس آرٹس یوں لکھتے ہیں:-

What we need is a re-thinking of all the Basics of Christianity".

"یعنی ہمیں چاہیئے کہ ہم دوبارہ عیسائیت کی تمام بنیادی باتوں کو زیرِ غور لائیں"۔ گویا کہ اُن کی بنیاد ہی اب متزلزل ہو کر رہ گئی ہے۔

ایک اور کتاب MAN AND HIS DESTINY IN GREAT RELIGIONS میں اس کے مصنف سامویل جارج فریڈرک برانڈن نے واضح رنگ میں لکھا ہے:-

"I believe we have inherited a form of Christianity which one may well question as to whether it was original and whether it has developed on the right lines".

یعنی میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں عیسائیت کی ایک ایسی شکل ورثہ میں ملی ہے جس کے متعلق بجا طور پر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا یہ اصل عیسائیت ہے بھی یا نہیں؟ یا کیا اس نے صحیح خطوط پر نشو ونما پائی ہے؟

گویا کہ موجودہ عیسائیت کی صداقت کے بارے میں بھی عیسائی حلقے اب تزلزل اور شک وشبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ عیسائی دنیا میں فکری لحاظ سے اتنا بڑا تغیر اور انقلاب حضرت کاسرِ صلیب مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کی تیار کردہ جماعت کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

آج بانیٔ احمدیت کی اتباع میں فرزندانِ احمدیت نے عیسائیت کے خلاف اتنا کامیاب پُر اثر اور عظیم الشان مضبوط محاذ قائم کیا ہے کہ قصرِ عیسائیت متزلزل ہو کر رہ گیا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کی مہم کسرِ صلیب ہی کا اثر ہے کہ آج خود عیسائی حلقے اپنی مذہبی کمزوری اور عیسائیت سے بیزاری کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔ حتیٰ کہ یورپ کے بعض شہروں اور قصبات میں لاتعداد چرچ ویران ہو رہے ہیں کہ انہیں فروخت کرنے یا کرایہ پر دینے پر آمادہ ہیں۔ اور بعض چرچ NIGHT DANCING HALL اور CLUB میں تبدیل ہو رہے ہیں۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مغربی افریقہ سے واپسی پر لندن میں جو مشاہدہ فرمایا ہے اس کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ:-

"آپ اپنے تصور میں بھی نہیں لا سکتے کہ کسی مسجد کے سامنے FOR SALE کا بورڈ لگا ہوا ہو۔ یعنی یہ مسجد قابلِ فروخت ہے۔ لیکن خود میری آنکھوں نے لندن کے بعض گرجوں کے سامنے FOR SALE کا بورڈ لگا ہوا دیکھا ہے"۔

(الفضل ۲۰ اگست ۱۹۷۰ء)

حضرات! ذرا غور کیجئے!! کہاں تو یہ حالت تھی کہ عیسائیت کے مکہ مکرمہ میں اور خاص کعبہ کے حرم میں صلیب کی چمکار پیدا کرنے کی توقعات! اور کہاں یہ حال کہ خود صلیب کی چمکار اُن کے اپنے گرجاؤں سے ختم ہو رہی ہے۔ بلکہ صلیبیں رخصت ہو رہی ہیں۔ اور آج صلیب کے ٹکڑے خود ابنائے صلیب کر رہے ہیں۔

ذرا بتائیے! کیا یہ عظیم الشان تبدیلی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیدا کردہ انقلاب کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر یکسر الصّلیب والی پیشگوئی اور کس طرح پوری ہوگی ــــ؟ اسی انقلاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

احمدیہ کانفرنس رانچی منعقدہ ۲۱-۲۲ اپریل ۷۳ء

اس سال نظارت دعوۃ و تبلیغ نے محترم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ کی خواہش پر رانچی میں کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ ہندوستان کی جملہ جماعتوں سے اپنے اپنے ہاں سے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے نمائندگان بھجوانے کی درخواست کی جاتی ہے۔ نیز جماعت ہائے احمدیہ بہار سے خصوصی طور پر درخواست کی جاتی ہے کہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے کثرت سے اس میں شمولیت کریں۔ جملہ انتظامات کے بارے میں خط وکتابت درج ذیل پتہ پر فرمائی جائے:-

عبد الحق فضل سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی احمدیہ کانفرنس رانچی۔
معرفت مکرم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ
"آشیانہ" ڈاکٹر فتح اللہ روڈ۔ رانچی۔ (بہار)

الداعی: عبد الحق فضل سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی احمدیہ کانفرنس رانچی (بہار)

... مکرم برادرم سیٹھ محمود احمد صاحب گکوب موٹر کے حادثہ کی وجہ سے کئی ماہ سے زخمی ہیں۔ اُن کی ٹانگ کی ایک ہڈی بھی متاثر ہوئی تھی۔ اب اُن کا خط آیا ہے کہ ہڈی میں جو پن لگایا گیا تھا وہ تو ڈاکٹروں نے نکال دیا ہے اور ہڈی

قسط اوّل

حضرتِ مسیح موعود علیہ السّلام کی تیار کردہ جماعت

از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ
كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۝ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ
لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
(سورۂ جمعہ عٓ)

ایسی رات میں جو سلخ کی آخری رات کی طرح سخت تاریک تھی، گھٹا ٹوپ اندھیرا ایسا کہ سیاہ سفید میں امتیاز تو دُور کی بات تھی، ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا، تاریکی کے شیدا شراب کے خم کے خم لنڈھاتے۔ اپنی معشوقہ کے ناز و نخروں سے دِل بہلاتے۔ اور اخلاقی انحطاط ایسا کہ ان میں سے بعض اپنی ماں ہی سے عشق لڑاتے ہوئے اُس سے فرمائش کرتے ؎

الاھُبّی بصحنكِ ناصبحینا
و لا تبقی خمور الأندرینا

یعنی اَے میری معشوقہ شراب کا پیالہ لے کر اُٹھ اور قصبۂ اندرین میں جس قدر شرابیں بنائی جاتی ہیں وہ سب مجھے پلا دے۔“ اور قمار بازی اور زناکاری جیسے افعالِ شنیعہ و قبیحہ میں مست رہتے —— لیکن قدرت کا کرشمہ دیکھئے اُس تیرہ و تاریک رات کو قدر والی رات بنا دیا۔ اور اس لیلۃ القدر میں فاران کی پہاڑیوں کے عقب سے ایسا نورِ آفتاب طلوع ہوُا کہ دنیا کی آنکھوں نے وہ نظارہ دیکھا کہ انہیں اپنی بینائی پر شک گزرنے لگا کہ یہ سیاہ و تاریک رات ایک منور روزِ روشن میں کیونکر تبدیل ہوگئی؟ پانچوں وقت شراب میں مست رہنے والے پنجگانہ نمازوں کے عادی کیسے بن گئے؟ ۳۶۰ بتوں کی پرستش کرنے والے ایک خدا کی عبادت پر کیسے راضی ہوگئے؟ وہ ازل کے ایک دُوسرے کے دشمن ابد تک کے لئے کس طرح ایک دوسرے کے بھائی بن گئے؟ آخر کس طاقت نے اُن اُجڈ اور گنواروں کو دُنیا کا استاد اور معلّم بنا دیا؟ کس ہستی نے اُن آزاد اور غیر مطیع لوگوں کو شریعتِ اسلامیہ کے تابع کر دیا؟ بالآخر انہیں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ یہ ناممکن، ممکن بن چکا ہے۔ یہ انہونی بات یقیناً ہو چکی ہے۔ اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی قوتِ ایجاد و قوتِ قدسیہ کے ذریعہ ایک ایسے معاشرے اور سوسائیٹی کی بنیاد پڑ گئی ہے جس کو فی الحقیقت ہم جنت سے تعبیر کر سکتے ہیں ؎

اگر فردوس بر رُوئے زمین است
ہمین است و ہمیں است و ہمیں است

یہ تھا وہ اسلام جو سخت اندھیری رات میں نور بن کر لیکن شمع کی لَو کی طرح تھرتھراتا، مخالفوں کو اس اُمید پر کمربستہ ہوتا کہ بجھا لو اپنے مونہہ کی پھونکوں سے اس شمع کو اگر بجھا سکو! لیکن خدا کے ہاتھ سے جلائی ہوئی یہ شمع، اس کی قدرت سے روشن کیا ہوُا یہ چراغ مخالفین کے مونہہ کی پھونکوں سے نہیں بجھایا جا سکا۔ چنانچہ چند ہی سال میں دُنیائے عرب کا چپہ چپہ دینِ اسلام کے نور سے منوّر ہو گیا۔ پھر وہ نور آہستہ آہستہ عجم کی طرف بڑھنے لگا۔
—— لیکن اسلام کے غلبہ اور اس کے عروج کا تصوّر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کے بیان فرمودہ الفاظ پر غور کیجئے، فرماتے ہیں:-

لتتبعنّ سُنَنَ مَن قبلكم
شبرًا بِشبرٍ و ذراعًا بذراعٍ
حتیٰ لو دخلوا جُحر ضَبٍّ
لتبعتموهم. قیل یا رسول الله
الیهود و النصاریٰ؟ قال فمَن
و فی روایة یرفع العلم ویكثر
الجهل و یكثر الزنا و یكثر
شرب الخمر.

(مشکوٰۃ کتاب الفتن و اشراط الساعۃ)

اے مسلمانو! تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے گذری ہوئی اُمتوں کے قدم بقدم چلو گے۔ بالشت بہ بالشت اور دست بدست۔ حتیٰ کہ اگر کوئی سابقہ قوم گوہ یعنی سوسمار کے سُوراخ میں بھی داخل ہوئی ہوگی تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا پہلی اُمتوں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ آپؐ نے فرمایا وہ نہیں تو اور کون؟ ایک روایت میں ہے کہ علم اٹھ جائے گا۔ اور جہالت اور زنا اور شراب خوری کی کثرت ہو جائے گی۔

صدقے جایئے اس مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے، غیب کے پردوں کے پیچھے سے خدا داد علم و معرفت کے سبب کہاں کہاں تک آپؐ نے اُمّت کی راہنمائی فرمائی۔ اور بالہامِ الٰہی امت میں آنے والے نشیب و فراز اور عروج و زوال کس وضاحت کے ساتھ آپ نے بیان فرما دیئے۔ جبکہ فاقوں کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے تو غلبہ، اقتدار اور عروج کی بشارت سُنائی تا اُن کے حوصلے پست نہ ہو جائیں۔ اور جب غلبہ و عروج کا زمانہ آیا تو کمزوری و زوال کی خبر سنائی تا پہلے سے ہوشیار اور چوکس ہو جائیں۔

ناظرین! مذکورہ حدیث شریف اور اسی مضمون کی دوسری متعدد احادیث کو سامنے رکھئے اور چودھویں صدی پر ایک سرسری نظر ڈالئے اور اسلام کی کس مپرسی کی حالت کا اندازہ کیجئے اور دیگر مذاہب کی طرف سے کئے گئے حملوں اور مسلمانوں کی ایمانی، اعتقادی، عملی، سیاسی، اقتصادی، معاشی، اخلاقی اور رُوحانی حالتوں کا جائزہ لیجئے اور اگر آپ کو اتنی فرصت نہ ہو تو علماء اور مفکّرین ہی سے پوچھ لیجئے وہ کیا کہتے ہیں۔

۱۔ مشہور اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے کہا تھا:-

”سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اٹھ چکا ہے فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بہت معمولی بے کار کتاب جانتے ہیں۔“

(”اہلحدیث“ ۱۴؍ جون ۱۹۱۲ء)

۲۔ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی نے کہا:-

”یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ اُن کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویّہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوُا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا ہے۔“

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

۳۔ ڈاکٹر علامہ اقبال نے امّتِ مرحومہ کا یوں نقشہ کھینچا ہے ؎

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

غرضکہ اسلام کا وہ حسین اور خوشنما چمن جس کو باغبان نے بلالؓ، صہیبؓ، ابوہریرہؓ، طلحہؓ جیسے خوبصورت بوٹوں سے سجایا تھا اور یکے بعد دیگرے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کے ذریعہ اس کی حفاظت کے سامان کر دیئے تھے، رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق اس کی باڑھ کا سلسلہ کاٹ کر رکھ دیا گیا۔ اور اندرونی خوبصورت بُوٹوں کی جگہ خار دار جھاڑیوں نے لے لی۔ اور کھلے بندوں اس میں جانور داخل ہونے لگے۔ اور بڑی بیدردی سے اس کی رونق کو پامال کر دیا۔

امّتِ مرحومہ کی اس کس مپرسی کی حالت کو دیکھ کر ایک دردمند دل رکھنے والا انسان بارگاہِ ربّ العزّت میں کچھ اس طرح فریادی بنا کہ اس کے نالہ ہائے شب و روز کو سُن کر عرش کے پائے بھی لرز گئے اور عرش سے یہ آواز آئی ؎

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
مہر و مہ کی آنکھ غم سے ہو گئی تاریک و تار

اور خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اُس نے کمال شفقت کے ساتھ مسلمانوں پر رحم فرمایا اور ملائک میں منادی کرا دی کہ ایسے شخص کو تلاش کرو جس نے ہماری اور ہمارے محبوب صلعم کی محبت میں اپنے آپ کو فنا کر دیا ہو۔ اور جو بنی نوعِ انسان کی ہمدردی میں عموماً اور مسلمانوں کی غمگساری میں خصوصاً ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہا ہو۔ تب ملائک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی طرف آئے اور بارگاہِ ربّ العزّت میں عرض کی

هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
(تذکرہ صفحہ ۴۲)

اور آپؑ کو الہام ہوُا:-
كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ.

تب وہ مبارک شاگردِ رشید، مبارک استاد سے فیض حاصل کر کے خدا کے حکم سے اصلاحِ خلق کے لئے اُٹھا اور اعلان کیا ؎

اِسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار!
مَیں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوُا دن آشکار

ناظرین! وہ مسیح آیا اور ایسے ہی وقت میں آیا جیسے مسیح ناصری بنی اسرائیل میں آیا تھا۔ ہاں وہ مسیح محمدی آیا اور سب سے پہلے توحید کے بلند مینار پر کھڑا ہو کر تثلیث کی کھوکھلی عمارت پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر اس عمارت کو بچا نہ سکے۔ اور اس صلیب کو جس نے مسیح کو زخمی کیا تھا اپنے متواتر حملوں سے پاش پاش کر دیا۔ اور مسیح ناصری کو زندہ صلیب سے اُتار لیا۔ کفّارہ کی بیخ کنی ہو گئی اور عیسائی مذہب کی عمارت زمین پر آرہی۔ دوسری طرف آریہ سماج۔ برہمو سماج اور سکھ مذہب اور اسی طرح تمام ادیان کے پیروکاروں کو خبردار کر دیا کہ اسلام کے خلاف زہر افشانی کرنے والو! پہلے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھ لو کہ اس میں کیا دھرا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواجِ مطہرات اور وفا کیش اصحاب پر الزامات اور دل آزار بہتانات کا سیل تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا:-

’مخالفین کی طرف سے تو چھ کروڑ کتاب اب تک اسلام کے ردّ اور توہین میں

تالیف ہو چکی ہیں۔ اور سبّ و شتم کا کچھ انتہا نہ رہا۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کچھ مضائقہ نہیں، ہونے دو جو کچھ ہوتا ہے۔ عنقریب ہے جو ان گالیوں سے آسمان ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جائیں۔"

(نور القرآن ۲ ص۱۵)

تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چوراہے میں ان کا بھانڈا پھوڑا۔ اور خوب ان کی قلعی کھولی اور ایسے دنداں شکن اور مسکت جوابات سے ان کا مُنہ بند کر دیا کہ پھر وہ مُنہ کھولنے کے قابل نہ رہے اور اس طرح آپ نے چار دانگِ عالم میں اسلام کا سکّہ بٹھا دیا۔ اور میدانِ مبارزت میں ایک بہادر پہلوان کی طرح کھڑے ہو کر جملہ اہلِ مذاہب کو دعوتِ مقابلہ دی کہ آؤ اگر تمہارے مذہب میں کچھ زندگی کے آثار ہیں تو پیش کرو۔ لیکن کوئی مقابل پر نہ آسکا۔

غرضکہ وہ مسیحِ محمدی قلعۂ اسلام کے چاروں دروازوں پر بیک وقت نگہبانی کرتا رہا۔ اور وہ اکیلا خدا کا پہلوان مختلف محاذوں پر برسرِ پیکار رہا۔ اور خوب حقِ مدافعت ادا کیا بلکہ ایسے جارحانہ حملے کئے کہ ان کی تاب نہ لا کر دیگر اہلِ مذاہب بہت سی سعید روحوں کو آپ کے حوالے کر کے پیچھے ہی پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ تب مسلمانوں اور دیگر اہلِ مذاہب کی سعید روحوں کو اس امام مہدی نے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ اور اس سیلابی دور میں اس سیلاب سے بچانے کے لئے ایک کشتی بنائی اور اس میں سوار کرا دیا۔ دجّالیت کے اس پُرفتن دَور میں ان سعید روحوں کو تاریکی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کیلئے ایک خاص روحانی چار دیواری میں جمع کر دیا۔ اور اس کشتی اور اس چار دیواری کا نام احمدیت رکھا۔ اور آنحضرت صلعم کی ظلیت کی چادر اوڑھ کر آپ کے جمال کی ردا پہن کر "اٰخرین منھم" کی جماعت میں "ثُلَّةٌ من الاٰخرین" میں جلوہ افروز ہوا۔ اور یہ مژدہ سُنایا ؎

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات پُوری ہوئی جو آپ نے آج سے چودہ سو سال قبل بیان فرمائی تھی کہ

تفترق امّتی علیٰ ثلاث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الّا واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللّٰہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ (مشکوٰۃ ص۳۰)

یعنی میری امت ۷۳ فرقوں پر تقسیم ہو جائے گی۔ اور سوائے ایک فرقہ کے سب جہنمی ہوں گے صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! وہ فرقہ کونسا ہوگا؟ فرمایا جس طرح مَیں اور میرے صحابہ ہیں اسی طرح وہ بھی ایک جماعت ہوگی جس کا ایک امام ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک ایسی فعّال جماعت کا قیام عمل میں آیا جو اپنی شان میں صحابہ کے قائم مقام اور اسلامی تعلیمات کی زندہ اور جیتی جاگتی تصویر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدیدِ دین کے لئے آنے والا تھا وہ مَیں ہُوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کر دوں اور خدا سے قوت پا کر اس کے ہاتھ کی کشش سے دُنیا کو صلاح اور تقویٰ کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۱)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلے عقائد کی اصلاح فرمائی۔ کیونکہ جب تک عقائد درست نہ ہوں اعمال پر ثواب مترتب نہیں ہوتا۔ ورنہ ایک دہریہ بھی اچھے اخلاق کا حامل ہو سکتا ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تمام صفاتِ کاملہ اور اس کے رسول اور ملائکہ اور اس کی کتب اور دُعا اور معجزات اور حشر اور نشر اور جنّت و دوزخ وغیرہ پر پُورا یقین رکھتی ہے اور پھر آپؑ نے جماعت کی عملی اصلاح فرمائی اور نیکی، صلاح اور تقویٰ کی راہوں پر جماعت کو چلا دیا ——— اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین اور آپ کے خلفاء کی قیادت میں یہ قافلہ عَلَمِ اسلامی ہاتھ میں لئے اُن ہی راہوں پر جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استوار فرمایا تھا گامزن ہے۔ آج کی صحبت میں اس فعّال اور جاں نثار جماعت کے عملی کردار کا مختصر سا جائزہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ جماعت کی والہیت اور فدائیت

سب سے پہلے مَیں اس امر کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی جماعت کی رُوحانی اور اخلاقی حالت اور اس کے جذبۂ ایثار و قربانی اور دیگر اوصافِ حسنہ کا اندازہ کرنا ہو تو پہلے اس امر کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے کہ اس جماعت کے افراد کا اپنے ہادی اور مرشد کے ساتھ کیسا تعلق اور ربط ہے۔ اور کس قدر والہیت اور فدائیت کا جذبہ کارفرما ہے۔ کیونکہ جب تک پیوند درست نہ ہو اس وقت تک اس تعلق اور پیوند کا نتیجہ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ دیکھئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں جو عظیم انقلاب پیدا ہو گیا اور جو نمایاں پاک تبدیلی ظہور میں آئی یہ اسی وجہ سے تھی کہ انہوں نے اپنے آپ کو اپنے آقا و مطاع کے ہاتھ بیچ دیا۔ اور اپنے وطنوں کو چھوڑا اور دوست احباب اور عزیز و اقارب کو چھوڑا اور آپؐ کے در پر دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ اور صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک آپ کے اُٹھنے اور بیٹھنے چلنے اور پھرنے، کھانے اور پینے، بات کرنے اور خاموش رہنے، غرض کہ آپ کی ہر ادا کو نوٹ کیا، ہر بات کو محفوظ رکھا۔ حتیٰ کہ آپؐ وضو کرتے تو وضو کا پانی نیچے نہ گرنے دیتے۔ اور اپنے آقا و مطاع کے اشارے پر جان تک کی بازی لگانے سے انہوں نے دریغ نہ کیا۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے صحابہ کا تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:-

"اس جگہ مَیں اس بات کے اظہار اور اس شکر کے ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلقِ اخوّت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبّت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔"

(فتحِ اسلام ص۴۶)

نمونے کے طور پر اس وقت مَیں صرف دو بزرگ اصحابؓ کا ذکر کرتا ہُوں۔ ایک حضرت مولٰینا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ جن کے اعلیٰ درجہ کے ایمان اور اخلاص کے لئے یہ امر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تختِ خلافت پر متمکن فرمایا۔ دوسرے حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی وجہ سے کابل کی سرزمین میں سنگسار کئے گئے۔

حضرت مولٰینا نور الدین صاحبؓ کی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ساتھ والہیت اور فدائیت کا یہ عالم تھا کہ آپؓ نے جموں میں شاہی طبابت کے عہدہ کو چھوڑا، اور گھربار کو خیرباد کہا اور قادیان میں آ کر بیٹھ رہے اور اپنے مرشد کے حکم پر اہل و عیال کو بھی بُلا لیا۔ اور وطن کے خیال کو ایسا ترک دیا کہ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے فرمایا کہ وطن کا خیال تو خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہیں آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں آپؓ نے کیا حاصل کیا اور کیا پایا، آپؓ کے اس بیان سے کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی شخص ہزار روپیہ روزانہ بھی مجھے دے تو مَیں حضرت صاحب کی صحبت چھوڑ کر قادیان سے باہر جانے کے لئے تیار نہیں۔"

اسی طرح ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا:-

"لوگ اکسیر اور سنگِ پارس تلاش کرتے پھرتے تھے، میرے لئے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے۔ مَیں نے ان کو چھُوا تو بادشاہ بن گیا۔"

سچ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے واقعی آپؓ کو روحانی بادشاہ بنا دیا۔ اور یہ سب کچھ آپ کو اس تعلق سے حاصل ہُوا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپؓ کو تھا۔

حضرت شہزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ جو کابل میں نہایت ذی اثر اور شاہِ کابل کے مقتدرین میں سے تھے اور علومِ دینیہ سے بھی بہرہ ور تھے اور قریباً پچاس ہزار ان کے معتقد اور ارادت مند بھی تھے اور لاکھوں کی جاگیر رکھتے تھے۔ انہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دعوے کا علم ہُوا تو قادیان آئے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جب واپس گئے تو یہ معلوم کر کے کہ آپؓ نے امام الزمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے کابل کے مولویوں نے آپؓ کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کر کے سنگساری کا فیصلہ کر دیا۔ اور آخر وقت تک امیر کابل نے حضرت شہزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ سے اُن کے مرتبہ و مقام کے پیشِ نظر فہمائش کی کہ وہ اس بیعت سے انحراف کریں اور احمدیت سے توبہ کریں۔ تا اُن کی جان بخشی کی جائے۔ لیکن صد آفرین کہ وہ جاں نثار اپنی جانِ عزیز کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور ایمان کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپؓ کے سنگسار کئے جانے کے دلدوز واقعہ کو سُن کر اور پڑھ کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی تصنیف "تذکرۃ الشہادتین" میں بیان فرمایا ہے، بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

پس ایسی فدائیت اور جاں نثاری کا نمونہ بجز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہیں اور نہیں نظر آتا۔ طوالت کے خوف سے مَیں نے صرف دو نمونے مثال کے طور پر پیش کئے ہیں۔ ورنہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنی اپنی استعداد اور اپنے اپنے اخلاص کے مطابق والہانہ فدائیت کے جذبہ سے پُر ہے۔ و ذٰلک فضل اللّٰہ ولا فخر۔

(باقی آئندہ)

درخواستِ دعا

خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بٹالہ قادیان کا رُوٹ پرمٹ بنا کر ٹمپو خریدنے کے لئے ایک کثیر رقم کا بندوبست فرما دیا ہے الحمد للہ۔ تمام احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اس کاروبار میں خدا تعالیٰ برکت عطا فرمائے اور ہر ایک حادثہ سے محفوظ رکھے۔ اور خلقِ خدا کی خدمت کی توفیق بخشے۔ اس خوشی میں مبلغ دس روپے شکرانہ فنڈ میں داخلِ خزانہ کر دیئے گئے ہیں۔ خاکسار محمد سعید انور (مودھا) قادیان۔

(۲) مکرم محمد صدیق صاحب خانی ڈوڈہ بوجہ بلڈ پریشر بیمار ہیں۔ اور حالت خطرہ سے باہر نہیں ان کی کامل شفا یابی کے لئے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان۔

احمدیت — کارواں در کارواں بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

احمدیت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے بڑے زوردار دعوے کئے اور یہاں تک کہہ دیا کہ :-

"مرزائیت کے مقابلہ کے لئے بہت سے لوگ اٹھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو۔" (سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

لیکن احمدیت کے قادر و توانا خدا نے ان تمام مخالفینِ احمدیت کو عبرتناک طور پر ناکام و نامراد کیا۔ اور اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے قدم قدم پر جماعت کو غیر معمولی ترقی عطا فرمائی۔ ترقی کی اس رفتار کو دیکھتے ہوئے ہمارے سر اور جسم اور روحیں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ اور ہم پورا یقین رکھتے ہیں کہ وہ وقت اب بہت ہی قریب ہے جب مذہبی دنیا میں احمدیت کو روحانی غلبہ حاصل ہوگا اِنشاءاللہ

سالِ گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو یہ ایمان افروز مژدہ سُنایا ہے کہ اب خدا کے فضل سے جماعت کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر گئی ہے۔ الحمد للہ۔ یہ تعداد اور رفتارِ ترقی ایک عظیم الشان مژدہ ہے ساری جماعت کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہر آن ہمارے ساتھ ہے۔ وہ اپنے وعدوں میں سچا ہے۔ اور جس طرح اب تک کے تمام وعدے اپنے اپنے وقت پر پورے ہوئے ہیں اسی طرح آئندہ بھی وہ شاندار وعدے عین وقت پر پورے ہوں گے۔ جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور روحانی فرزند کے ساتھ فرمائے تھے۔ اور جن میں سے ایک یہ ہے کہ :-

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے ...... وہ سب لوگ جو آخیر تک صبر کریں گے۔ اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔" (الوصیت)

آج جبکہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے اکثر ممالک میں اپنے قدم مضبوطی کے ساتھ جما چکی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی جانی و مالی قربانیوں اور تبلیغی مساعی کو نواز رہا ہے، ہم ایک غیر متزلزل یقین کے ساتھ اس موعود وقت کے منتظر ہیں جب اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے پورے ہوں گے۔ اور ساری دنیا اسلام کی آغوش اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائے گی۔

اِنشاء اللہ العزیز ؞

(ف۔ا۔گ)

موصی حضرات کی خاص توجہ کیلئے

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ۳۰ راپریل ۱۹۷۳ء کو ختم ہو رہا ہے اور موصی حضرات کے حصہ آمد کے حسابات بھی ۳۰ راپریل کو بند کئے جانے ہیں۔ اس لئے موصی حضرات سے درخواست ہے، کہ وہ یکم مئی ۱۹۷۲ء سے ۳۰ راپریل ۷۳ء تک ختم ہونے والے مالی سال کی اپنی سالانہ آمدن کا حساب کرکے اس کے مطابق اپنا حصہ آمد جلد از جلد اپنی جماعت کے سیکرٹری صاحب مال کے پاس جمع کرا دیں۔ اور سیکرٹریان مال حصہ آمد کی رقوم جلد مرکز میں بھجوا دیں۔ تاکہ ۳۰ راپریل سے پہلے ہی چندہ حصہ آمد کی رقوم موصیان کے کھاتوں میں درج ہو جائیں۔ اور مالی سال کے اختتام پر کسی موصی کے ذمہ بقایا نہ رہے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

موعود اقوامِ عالم —— بقیہ صفحہ ۱۸

پستکوں کی پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر بڑی شان کے ساتھ آیا۔ خدائی کلام اور آسمانی نشانوں سے مشرف و ممتاز ہو کر آیا۔ اور وہی آیا جس کی خبر انبیائے بنی اسرائیل نے دی تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے دی تھی۔ مہاتما بدھ اور سری کرشن نے دی تھی۔ بے شک وہی آیا جس کے متعلق حضرت بابا نانک خوشخبری سُنا گئے ہیں۔ وہ کون

سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام

آپ ہی اس زمانہ کے مصلح اعظم ہیں۔ آپ ہی شریمد بھگوت گیتا کے اعلان کے مطابق ایشور کی طرف سے دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اس یگ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ مسیح تھے۔ آپ متیا تھے۔ آپ ہی مہدی اور کرشن اوتار تھے۔ کیونکہ تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک ہی وجود نے پرکٹ ہونا تھا مسلمانوں کی اصلاح کی وجہ سے اس کا نام مہدی رکھا گیا۔ اور عیسائیوں کی اصلاح کی وجہ سے اس کا نام مسیح رکھا گیا اور ہندوؤں کی اصلاح کی وجہ سے اس کا نام کرشن رکھا گیا۔ چنانچہ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام نے مسلمانوں کو ان کے مسلمات کی بناء پر بتایا کہ میں ہی وہ مہدی معہود ہوں جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ اور عیسائیوں کو ان کی کتابوں کے حوالہ جات سے بتایا کہ میں وہ موعود مسیح ہوں جس کا وعدہ صحف انبیاء اور انجیل میں دیا گیا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں، سکھوں بدھوں کو بھی انہی کے دھارمک گرنتھوں کی رو سے سمجھایا کہ مہاتما بدھ۔ حضرت بابا نانک اور سری کرشن نے جس اوتار کی خبر دی تھی وہ میں اور یقیناً میں ہی ہوں۔ جیسا کہ حضور اپنے مشہور لیکچر سیالکوٹ میں فرماتے ہیں :-

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ویسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار ہوں اور میں عرصہ بیس یا کچھ زیادہ برسوں سے اِس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ رُوحانی حقیقت کی رُو سے وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

مختلف مذاہب کی کتب سے اس آنے والے مصلح کے بارے میں جہاں حالاتِ زمانہ کا ذکر ہے وہاں اور بہت سی علامات مذکور ہیں جن سے حضرت احمد قادیانیؑ کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہ اس کا ظہور کہاں اور کب ہوگا۔ اس وقت فلک پر کیا علامات ظاہر ہوں گی۔ اس آنے والے موعود کا نام کیا ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو آئندہ کسی مضمون میں ان پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

یہ جملہ علامات پوری ہو چکی ہیں۔ اور حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی صداقت پر گواہ ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ان پیشین گوئیوں پر غور کرتے ہیں اور اس زمانے میں آنے والے مصلح کی صداقت پر غور کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاکر فلاحِ دارین حاصل کرتے ہیں۔

وَاٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین ؞

ولادت

مورخہ ۱۴ رامان (مارچ) خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو چوتھا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے "فاروق احمد" نام تجویز فرمایا ہے۔ جملہ احباب جماعت سے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولود کے خادمِ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے،

خاکسار : محمد صادق عارف درویش

نوٹ:— موصوف نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں اللہ تعالےٰ قبول فرمائے (ایڈیٹر بدر)

The Weekly BADR Qadian
Massih-Maud Number
Vol. 22 22, March 1973 No 12

جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائینگے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام!

"اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدّم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسُول اور شفیع نہیں مگر محمّد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشِش کرو کہ سچّی محبت اس جاہ وجلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو۔ اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِس دُنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے! وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمّد صلے اللہ علیہ وسلّم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اُس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسُول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے، مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔"

(کشتی نوح)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۷۳ء رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷